

ذبح وشکار سے متعلق 39 فتاویٰ جات

- عورت کا جانور ذبح کرنا کیسا؟
- کیا جنگلی گدھا حلال ہے؟
- کیا مارخور حلال ہے؟
- اس کے علاوہ بھی اور بہت کچھ ---

مرتب و طالب العلم: عبد الماجد ظہور
عاصم عطاری قادری جامعۃ المدینہ
فیضانِ عطار واٹر سپلائی روڈ سرگودھا



ذِارِ الْاِفْتَاءِ اَبْلَسُنَّتْ

(دعوتِ اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چمگادڑ کھانا حلال ہے یا حرام؟ اس کی بیٹ اور پیشاب پاک ہے یا ناپاک؟ اگر اس کی بیٹ یا پیشاب یا وہ خود پانی میں گر جائے تو پانی پاک رہے گا یا ناپاک؟ اگر یہ پانی میں گر کر مر جائے اور وقت معلوم نہ ہو کہ کب گر کر مری ہے تو اس پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کا اور نمازوں کا کیا حکم ہو گا جو اس پانی سے وضو کر کے پڑھیں؟
سائل: مولانا عمر فاروق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَلَّكَ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

چمگادڑ ماکول اللحم پرندوں میں سے ہے، اس کی بیٹ اور پیشاب پاک ہے لہذا اگر اس کی بیٹ یا پیشاب یا یہ خود پانی میں گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہو گا اگرچہ اس کا منہ پانی میں پڑ جائے بشرطیکہ یہ زندہ نکل آئے اور اس کے بدن پر ظاہری نجاست نہ ہو، اور اگر وہ پانی میں گر کر مر جائے یا اس کے جسم پر کوئی ظاہری نجاست ہو تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔
اگر گر کر مرنے کا وقت معلوم ہے تو اسی وقت سے پانی کو ناپاک تصور کیا جائے گا اور ان نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا جو اس پانی سے وضو کر کے ادا کی گئیں اور جس کیڑے یا بدن وغیرہ کے حصہ کو ایک درہم کی مقدار یا اس سے زائد لگا نہیں بھی پاک کرنا ہو گا اور اگر گر کر مرنے کا وقت معلوم نہیں تو جب سے مر اہولہ دیکھا ہے تب سے وہ پانی ناپاک قرار دیا جائے گا، اس سے پہلے نہیں اگرچہ وہ پہلے کامر اہولہ ہو۔ لہذا دیکھنے سے پہلے جو وضو کر کے نمازیں ادا کی گئیں وہ اہولہ گئیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا جَزَلَ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ بِمَا لَلّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.daruliftaahlesunnat.net



daruliftaahlesunnat



DaruliftaAhlesunnat



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat



feedback@daruliftaahlesunnat.net

مچھلی کے شکار کے لیے زندہ کیڑے کانٹے میں چڑھانا کیسا؟

مجیب: مفتی قاسم صاحب حفظہ العالی

فتویٰ نمبر: 4848:Pin

تاریخ اجراء: 21 محرم الحرام 1438ھ / 23 اکتوبر 2016ء

دَارُ الْإِفْتَاءِ اَبْلَسُنَّتْ

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مچھلی پکڑنے کے لئے مختلف قسم کے زندہ کیڑے، اور کچھوے کانٹے کے اوپر چڑھا دئے جاتے ہیں، شریعت اس کے متعلق کیا کہتی ہے؟

سائل: گل خان عطاری (پشاور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

دریافت کی گئی صورت میں کچھوے یا کسی بھی قسم کے زندہ کیڑے کو کانٹے کے اوپر چڑھا کر مچھلی کا شکار کرنا ناجائز و ممنوع ہے، کیونکہ اس میں اکلوا وجہ تکلیف دینا ہے، اور اسلام نے ہمیں اس چیز سے منع کیا ہے، ہاں اکلوا حسن طریقے سے مار لیا جائے، اسکے بعد ان سے شکار کرنے میں حرج نہیں، لیکن یاد رہے! ان سے شکار کی ہوئی مچھلی بہر صورت حلال ہی ہوگی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.daruliftaahlesunnat.net



daruliftaahlesunnat



DaruliftaAhlesunnat



Dar-ul-ifta AhleSunnat



feedback@daruliftaahlesunnat.net

کیا جنگلی گدھا حلال ہے؟

مفتی ہاشم صاحب مدظلہ العالی

فتویٰ نمبر: 5951a

تاریخ اجراء: 17 محرم الحرام 1438ھ / 19 اکتوبر 2016ء

دَارُ الْإِفْتَاءِ اَبْلَسُنَّتْ

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جنگلی گدھا حلال ہے یا نہیں؟

سائل: محمد ثاقب عطاری (ستوکی، ضلع و تحصیل قصور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

ہمارا وحشی یعنی جنگلی گدھا حلال ہے

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.daruliftaahlesunnat.net



daruliftaahlesunnat



DaruliftaAhlesunnat



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat



feedback@daruliftaahlesunnat.net

کیا بطخ کا گوشت کھانا حلال ہے؟

مجیب: محمد عرفان مدنی عطاری

فتویٰ نمبر: WAT-1123

تاریخ اجراء: 01 ربیع الاول 1444ھ / 28 ستمبر 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا بطخ حلال ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بطخ بالاجماع حلال ہے، لہذا فسخ شرعی کے بعد اس کا گوشت کھانا بلاشبہ جائز ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے ”وما لا مخلب له من الطیر فالمرستأنس منه كالذجاج والبط۔۔۔ حلال

بالاجماع“ ترجمہ: پرندوں میں سے جو پنچے والے نہ ہوں، ان میں سے مانوس پرندے مثلاً مرغی اور بطخ بالاجماع حلال

ہیں۔ (بدائع الصنائع، کتاب الذبائح والصيد، ج 5، ص 39، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

تفسیر صراط الجنان میں ہے ”ہماری شریعت میں گائے بکری کی چربی اور اونٹ، بطخ اور شتر مرغ حلال ہیں، اسی پر

صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔“ (صراط الجنان، ج 3، ص 231، مکتبۃ المدینہ)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.daruliftaahlesunnat.net



daruliftaahlesunnat



DaruliftaAhlesunnat



Dar-ul-ifta AhleSunnat



feedback@daruliftaahlesunnat.net

مارخور حلال ہے یا حرام؟

مجیب: مفتی علی اصغر صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1441ھ

دَارُ الْإِسْتِثْنَاءِ اَبْلَسُنَّتْ

(دعوتِ اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مارخور حلال جانور ہے یا حرام؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مارخور بکرے سے بڑا ایک جنگلی جانور اور گھاس پھونس کھانے والا چوپایہ ہے، یہ حلال ہے، اس کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں جب کوئی چوپایا ایسا ہو کہ نہ تو ذی ناب (حرام چوپایوں کے جو دو دانت باہر نکلے ہوتے ہیں وہ انیاب کہلاتے ہیں) ہو یا ذی ناب تو ہو لیکن اس سے شکار نہ کرتا ہو جیسا کہ اونٹ اور نہ ہی مردار خور ہو تو وہ حلال ہوتا ہے اور مارخور میں یہ دونوں وصف پائے جاتے ہیں۔

(درمختار ج 9، ص 620 ملقط، فتاویٰ رضویہ، ج 20، ص 313)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.daruliftaahlesunnat.net



daruliftaahlesunnat



Daruliftaahlesunnat



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat



feedback@daruliftaahlesunnat.net

جانور ذبح کرتے وقت تکبیر بھول جائے تو

مجیب: مفتی فضیل صاحب مدظلہ العالی

تاریخ اجراء: ماہنامہ فیضانِ مدینہ جنوری 2018ء

دَارُ الْإِفْتَاءِ اَبْلَسُنَّتْ

(دعوتِ اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی مسلمان جانور ذبح کرتے وقت تکبیر کہنا بھول جائے تو اس ذبح کردہ جانور کا گوشت کھانا حلال ہے یا نہیں؟

(سائل: قاری ماہنامہ فیضانِ مدینہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر واقعی کوئی جانور ذبح کرتے وقت تکبیر کہنا بھول جائے تو حرج نہیں، اس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا جَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.daruliftaahlesunnat.net



daruliftaahlesunnat



Daruliftaahlesunnat



Dar-ul-Ifta AhleSunnat



feedback@daruliftaahlesunnat.net

ایسا گوشت کھانا کیسا جو مسلمان کی نظر سے اوجھل ہوا ہو؟

مفتی اعظم پاکستان اسلامیہ

فتویٰ نمبر: 6291-2

تاریخ اجراء: 17 جولائی 1438ھ / 15 فروری 2017ء

ذَا زِلْزَالٍ أَتَتْكَ آيَاتُ رَبِّكَ

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ میں AUSTRIA میں رہتا ہوں، یہاں ایک مسلمان گوشت فروش ہے۔ وہ سلاٹ ہاؤس میں جا کر بکرتے اور گائے ہاتھ سے چھری پکڑ کر تکبیر پڑھ کر ذبح کرتا ہے۔ سلاٹ ہاؤس کفار (غیر کتابیوں) کی ملکیت ہے۔ جو جانور وہ مسلمان ذبح کرنے کے لیے لے جاتا ہے، ان کو کھال اتار کر نمبر الاٹ کر کے سلاٹ ہاؤس میں سرد خانے میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر جو میں گھنٹے بعد مسلمان گوشت فروش وہ سالم ذبح شدہ جانور وہاں سے خرید کر لاتے ہیں، اور مسلمانوں کو بیچتے ہیں۔ مسلمان قصابوں کے بقول ان کے ذبح شدہ جانور (جن پر نمبر الاٹ کیے جاتے ہیں) کو کفار کے ذبح کیے ہوئے جانوروں کے ساتھ تبدیل ہو جائیں ایسا نہیں ہوتا، سرد خانے وغیرہ پر ماسور بھی تمام مزدور غیر مسلم (غیر کتابی) ہوتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ یہ وہی جانور ہیں جنہیں مسلمان ذبح کرنے کے لیے لے آیا ہے۔ شرعی رہنمائی فرمائیں!

(1) کیا نہ کورہ والا جانور جن پر نمبر الاٹ کیے جاتے ہیں مسلمان گوشت فروشوں کو یہ خریدنا جائز ہے؟

(2) ان گوشت فروشوں کا یہ گوشت عام مسلمان کو بیچنا کیسا ہے؟

سائل: محمد کامران عطاری (Australia)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْجَوَابُ بِحَقِّ طَوْلَاتِ الْوُجُوهِ أَلَلَّهُمْ هَذِهِ آيَةُ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

(1-2) صورت مسئلہ میں مسلمان گوشت فروشوں کا نہ کورہ والا ذبح شدہ جانور جن پر نمبر الاٹ کیے جاتے ہیں ان کو خریدنا، کھانا اور مسلمانوں کو بیچنا جائز نہیں کیونکہ حیوان جب تک زندہ تھا وہ حرام تھا اور مسلمان کے ذبح شرعی سے وہ حلال ہو گیا لیکن مسلمان تک پہنچنے میں اس ذبح شرعی کا ثبوت یقینی نہیں بلکہ اس میں شک ہے کیونکہ ممکن ہے کفار اسی طرح کی مہر کسی اور جانور کو لگا کر وہ مسلمانوں کو بیچ دیں، لہذا جب اس کے حرام ہونے کا یقین حاصل ہے اور حلال ہونے میں شک ہے تو یہ حرام ہی کہلاتا ہے گا کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا، نیز سرد خانے کے محافظ مزدوروں کی خبر اس بارے میں معتبر نہیں کہ وہ کافر غیر کتابی ہیں اور کافر غیر کتابی کی خبر و یانت یعنی حلال و حرام میں معتبر نہیں۔ البتہ اگر مسلمان ذبح کے وقت ذبح سے وقت خریداری تک وہ گوشت مسلمان کی گرائی میں رہے، بیچ میں کسی وقت مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہو، اور یوں اطمینان کافی حاصل ہو کہ یہ مسلمان کا بیچہ ہے تو اس کا خریدنا، بیچنا اور کھانا جائز و حلال ہو گا۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ



Dar-ul-Ifit Ahl-e-Sunnat (Dawat-e-Islami)



www.daruliftah.com



daruliftah.com



Daruliftah.com



Dar-ul-Ifit Ahl-e-Sunnat



daruliftah@daruliftah.com

کیا جھینگا کھانا حلال ہے؟

مفتی: مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

فتویٰ نمبر: 4897:Pin

تاریخ اجراء: 11 مئی 1438ھ / 12 نومبر 2016ء

دَارُ الْإِفْتَاءِ اْلْإِسْلَامِيَّةِ

(دعوتِ اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جھینگا کھانا حلال ہے یا نہیں؟

سائل: محمد حسنین عطاری (مہینہ بھاء، راولپنڈی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدْ اَيَّاهُ الْحَقَّ وَالصَّوَابِ

جھینگا کھانے سے بچنا بہتر ہے، کیونکہ پانی کے جانوروں میں مچھلی کے سوا تمام جانور حرام ہیں، اور جھینگے کے متعلق علماء کا اختلاف ہے، کہ آیا یہ مچھلی ہے یا نہیں، جو مچھلی ہونے کے قائل ہیں، ان کے نزدیک جائز، اور جو مچھلی تسلیم نہیں کرتے ان کے نزدیک ناجائز، تو اس اختلاف سے بچنے کے لئے نہ کھانا بہتر ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.daruliftaahlesunnat.net



daruliftaahlesunnat



DaruliftaAhlesunnat



Dar-ul-Ifta AhleSunnat



feedback@daruliftaahlesunnat.net

Octopus کھانا جائز ہے یا نہیں؟

مجمیعاً: مولانا نوید چشتی صاحب زید مجدہ

مصدق: مفتی قاسم صاحب مدظلہ العالی

فتویٰ نمبر: 4887:Pin

تاریخ اجراء: 29 مئی 1438ھ / 30 نومبر 2016ء

دَارُ الْإِفْتَاءِ اَبْلَسُنَّتْ

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ Octopus کھانا جائز ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدْ اٰیةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

Octopus پانی کے جانداروں میں سے ایک جاندار ہے، اس کو عربی میں اخطبوط کہتے ہیں، اس کی کئی ٹانگیں ہوتی ہیں اور جڑوں کی طرح کافی پھیلی ہوتی ہیں، اسی وجہ سے جس برائی، گناہ یا عیب نے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہو اس کو بھی اہل عرب کے نزدیک اخطبوط کہا جاتا ہے جیسے اردو میں ناسور کا لفظ بولا جاتا ہے۔ بہر حال Octopus کا کھانا جائز و حرام ہے کہ پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی کھانا حلال ہے اس کے علاوہ پانی کے باقی سب جاندار حرام ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.daruliftaahlesunnat.net



daruliftaahlesunnat



DaruliftaAhlesunnat



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat



feedback@daruliftaahlesunnat.net

ذبح کرتے وقت جانور کی گردن کٹ جائے تو اس جانور کا گوشت کھانا کیسا؟

مجیب: ابو الفیضان عرفان احمد مدنی

فتویٰ نمبر: WAT- 1201

تاریخ اجراء: 28/ ربیع الاول 1444ھ / 25/ اکتوبر 2022ء

دارالافتاء اہل سنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کوئی حلال جانور ذبح کرتے وقت اگر گردن ساری کٹ جائے، تو کیا اس جانور کا گوشت کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَنْجَوْتُ بِعَوْنِ رَبِّكَ اَنْ تَهَابَ اَللّٰهُ هَذِیْكَ لَحِیْ وَ لَصَوَاب

اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے، یہ مکروہ و ممنوع ہے کہ جانور کو بلا وجہ ایذا دینا ہے لیکن جانور حلال ہے، لہذا اسے کھا سکتے ہیں کہ یہ کراہت اس کے فعل میں ہے، اس کی وجہ سے جانور کے گوشت میں کوئی کراہت نہیں۔

ہدایہ میں ہے ”ومن بلغ بالسکس النحاع أو قطع الرأس کرہ له ذلک و مؤکل ذبیحتہ“۔۔۔ و ہذا لأن فی حمص ذک و فی قطع الرأس زیادة تعذیب الحیوان بلا فائدة و هو مسہی عنه، والحاصل: أن ما فیہ زیادة ایلام لا یحتاج الیہ فی ابد کافہ مکروہ“ ترجمہ: جانور کو ذبح کرتے ہوئے چھری حرام مغز تک پہنچا دی یا سر جدا کر دیا تو یہ مکروہ ہے، البتہ ذبیحہ کھایا جائے گا، اور مذکورہ فعل میں کراہت اس وجہ سے ہے کہ چھری حرام مغز تک پہنچانے یا سر جدا کرنے میں حیوان کو بوجہ زیادہ تکلیف دینا ہے جو کہ ممنوع ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ ذبح میں ہر وہ غیر ضروری کام جس میں زیادہ تکلیف ہو، مکروہ ہے۔ (ہدایہ، کتاب الذبائح، ج 4، ص 350، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بہار شریعت میں ہے ”اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔“ (بہار شریعت، ج 3، حصہ 15، ص 315، مکتبہ المدینہ، کراچی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



Dar ul Ifta Ahle Sunnat (Dawat e-Islami)

www.daruliftaahlesunnat.com



Facebook: DarulIftaAhleSunnat



YouTube: DarulIftaAhleSunnat



Dar-ul-Ifta AhleSunnat



feedback@daruliftaahlesunnat.net

بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو کیا حکم ہے

محبیب: ابورجامحمدنورالمصطفیٰ عطاری مدنی

ستوی نمبر: WAT-889

تاریخ اجراء: 10 ذی قعدہ الحرام 1443ھ / 10 جون 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

اگر کوئی مسلمان غیر قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے اور اللہ تعالیٰ کا نام لینے بغیر ذبح کر ڈالے تو ذبیحہ حلال ہے یا حرام نیز یہ بھی ارشاد فرمادیں اگر قربانی میں یہی صورت پیش آجائے تو کیا حکم ہوگا؟
جواب عنایت فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُحُوبٌ بِعُقُوبٍ تُسَبِّحُ نُوْدُبُ اَسْمَاءِ رَبِّكَ شَحِيحٌ وَ حُصُوبٌ

جانور چاہے قربانی کا ہو یا غیر قربانی کا ہو، اس کے ذبح کے ذریعے حلال ہونے کے لیے اس پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لینا ضروری ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام لینا ترک کیا تو جانور حلال نہ ہوگا۔ لیکن اگر بوقت ذبح، اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو اس صورت میں جانور حلال ہو جائے گا اور قربانی کا جانور ہو تو قربانی بھی درست ہو جائے گی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا رَزَقْنَاهُ اَقْرَبُ مِمَّا حُسِبَ عَلَيْهِ الدَّاهِيَةُ



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.daruliftaahlesunnat.com



daruliftaahlesunnat



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat

عورت کا جانور ذبح کرنا کیسا

مجیب: ابوالحسن جمیل احمد غوری العطاری

فتویٰ نمبر: Web-352

تاریخ اجراء: 06 ذوالحجہ الحرام 1443ھ / 06 جولائی 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا عورت جانور ذبح کر سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ اللّٰهِ لَوْحًا مِّنْ سَنَةِ هَدَايَةِ الْحَقِّ وَصَوَابِ

مسلمان عورت کے لیے جانور ذبح کرنا جائز ہے جبکہ صحیح طرح ذبح کر سکتی ہو۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِرَأْيِ رَسُوْلِهِ اَعْلَمُ ضَلٰى عَنْ مَّخْبَرِهِ وَنَعْمَ السَّمِ



الیکٹرک چھری سے جانور ذبح کرنا

مجیب، مولانا محمد افسر رضا عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: WAT-549

تاریخ اجراء: 12 رجب المرجب 1443ھ / 14 فروری 2022ء

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

جانور کو بسم اللہ پڑھ کر الیکٹرک چھری سے ذبح کیا تو وہ حلال ہو گیا یا نہیں؟ الیکٹرک چھری کا انداز یہ ہے کہ اس کے پیچھے وال حصہ استری کی مثل ہے اور آگے اس کے چھری لگی ہوئی ہے، جب اس کا سوئچ بجلی میں لگاتے ہیں تو چھری چٹنا شروع ہو جاتی ہے اور وہ خود جانور ذبح کرتی ہے، کسی انسان کی طاقت اس میں شامل نہیں ہوتی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَعُوْثُ بِعُوْثٍ نَسَبُ نَوْحٍ سَهْمُهُ هَذَانِ نَحْوُ وَ نَعُوْثُ

اسلام نے ذبح کی کچھ شرائط بیان کی ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں: ذبح کرنے والا، صاحب عقل و شعور ہو اور وہ مسلمان یا کم از کم کتابی ہو اور وہی ذبح کا مباشر ہو یعنی اپنے قصد و اختیار سے جانور کے گلے کی رگیں کاٹے اور وقت ذبح، ذبح کرنے والا خود اللہ تعالیٰ کا نام لے، قصد انا خدا لین ترک نہ کرے۔

جبکہ الیکٹرک چھری سے ذبح کرنے کی صورت میں مشینی ذبح کی طرح جانور کے گلے کی رگیں کاٹنے والا کوئی صاحب عقل و شعور مسلمان یا کتابی نہیں ہوتا بلکہ ذبح کرنے والی ایک بے جان چیز ہے، ہذا الیکٹرک چھری سے ذبح کیا ہوا جانور دیگر مشینی ذبیحوں کی طرح حرام و مردار ہو گا۔

وَسَيُكْفِّرُ عَنْهُمْ سَوَاءً وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ

Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat e Islami)

www.dar-ul-ifta-ahlesunnat.com



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat



daruliftaahlesunnat



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat



0300-2616161

بوقت ذبح گائے کے پیٹ سے نکلنے والے بچے کو ذبح کرنا

فتویٰ نمبر: WAT-130

تاریخ اجراء: 27 مئی 1443ھ / 05 اکتوبر 2021ء

دارالافتاء اہل سنت

(دعوت اسلامی)

سوال

بوقت ذبح گائے کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس کا گوشت کھانا حرام ہے، بعض کہتے ہیں کہ جب تک گھاس نہ کھالے اس وقت تک ذبح نہیں کر سکتے، اس بارے میں کچھ رہنمائی فرمادیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَحَوُّبٌ بِعَوْنِ مُدَبِّرِ تَوَهُّبٍ لِّمَنْ هَدَىٰ نَحْوَهُ نَصُوبٌ

گائے کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلا ہو تو اسے فوراً بھی ذبح کر سکتے ہیں، یہ کہنا کہ: "جب تک وہ گھاس نہ کھائے اس وقت تک ذبح نہیں کر سکتے" یہ درست نہیں ہے، اور اگر گائے کے ایسے بچے کو فوراً ذبح کر دیا جائے تو اس کا گوشت کھانا بھی جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور قربانی کے علاوہ جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو اگر اس بچے کو رکھنا چاہیں تاکہ بڑا ہو جائے تو اسے ذبح نہ کرنا بھی جائز ہے۔ اور قربانی کے جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو اسے ذبح کر دے اور اس کا گوشت اپنے استعمال میں لے سکتے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِرَبِّهِ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ مَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَالْوَٰلِدُ وَسَلَّمَ



Dar ul Ifta Ahlesunnat (Dawat e Islami)



www.dar-uliftaahlesunnat.org



dar-uliftaahlesunnat



Dar ul Ifta Ahlesunnat



Dar-ulifta Ahlesunnat



dar-uliftaahlesunnat

بندوق کی گولی سے حلال جانور کا شکار کرنا

مجیب: مولانا محمد علی عطاری مدنی

فتویٰ نمبر WAT-2738

تاریخ اجراء: 01 ذی قعدہ الحرام 1445ھ / 10 مئی 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

بندوق کی گولی سے حلال جانور کا شکار کریں، تو کیا شکار حلال ہو جائے گا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”يُجِيبُ بِغَوْنٍ مُّبِينٍ مُّوَهَّبٌ اَلَيْهِ هَذِ بَيْتُ نَخْيٍ وَ مَصُوبٌ“

بندوق کی گولی سے شکار کیا اور جانور اسی سے مر جائے، تو اس طرح جانور حلال نہیں ہوگا، اگرچہ بندوق چلاتے

وقت تکبیر بھی پڑھی ہو، البتہ اگر گولی لگنے کے بعد اسے زندہ پکڑ لیا اور ذبح شرعی کر دیا، تو پھر جانور حلال ہو جائے گا۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”بندوق کی گولی دربارہ حلت

صيد حکم تیر میں نہیں، اس کا مارا ہوا شکار مطلقاً حرام ہے کہ اس میں قطع و خرق نہیں، صدم و دق و کسر و حرق ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 343، رد صدف و نڈیشن، لاہور)

ایک اور مقدم پر آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”اگر زندہ پایا اور ذبح کر لیا، ذبح کے سبب حلال ہو گیا، ورنہ ہرگز نہ

کھایا جائے، بندوق کا حکم تیر کی مثل نہیں ہو سکتا، یہاں آلہ وہ چاہیے جو اپنی دھار سے قتل کرے، اور گولی چھڑے میں

دھار نہیں، آلہ وہ چاہیے جو کاٹ کرتا ہو، اور بندوق توڑتی ہے نہ کہ کاٹ۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 347، رد

صدف و نڈیشن، لاہور)

وَلَا تُنْفِیْ عَنْہُ جَوْرٌ وَ سُوْءُ اَعْمَالٍ وَ لَا فِیْہِ عِیْبٌ

Dar-ul Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.dawateislami.net



daruliftaahlesunnat



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat



0300-3631000



chat: daruliftaahlesunnat

مرغی ذبح کرنے کے بعد پیٹ چاک کرنے سے پہلے گردن الگ کرنا

مجیباً: مولانا محمد ماجد رضا عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: Web-1540

تاریخ اجراء: 01 رمضان المبارک 1445ھ / 14 مارچ 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا مرغی کاٹے وقت اس کا پیٹ کاٹے بغیر اس کی گردن پوری عیحدہ کر دیں تو وہ مرغی کھانا حلال ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نُجُوْبٌ بِعَوْنِ مُسَدِّدِ نُوْفٍ اَسْمُهُمْ هَذِیْةٌ تُحَقِّقُ وَاصُوْب

اگر مرغی شرعی طریقے سے ذبح کر دی گئی ہے تو وہ حلال ہے اب چاہے اس کی گردن پہلے کاٹی جائے یا پیٹ وہ بہر صورت حلال ہی رہے گی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا جَوَابُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



Dar ul Ifta Ahlesunnat (Dawat e Islam)



www.dar-ul-ifta.com



dar-ul-ifta



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat



Dar ul Ifta Ahlesunnat



dar-ul-ifta.com

ہنگش مچھلی اور مارلن مچھلی حلال ہے یا حرام؟

مجیباً: مولانا محمد سعید عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: WAT-2390

تاریخ اجراء: 11 رجب المرجب 1445ھ / 23 جنوری 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

ہنگش مچھلی اور مارلن مچھلی حلال ہے یا حرام؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَسْجُوْا بِبَغْوٍ سَدَبِ نُوْحٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہنگش مچھلی اور مارلن مچھلی کھانا حلال ہے کیونکہ یہ مچھلی ہی ہیں اور مچھلی کی تمام اقسام حلال ہیں۔

ملقی البحر میں ہے: ”ولا یؤکل من حیوان الماء الا السمک بأنواعه“ ترجمہ: اور پانی کے جاندار کو نہیں کھا

سکتے سوائے مچھلی اپنی تمام اقسام کے ساتھ۔ (مجمع الزہر شرح ملقی البحر ج 2، ص 514، دار احیاء التراث)

در مختار میں ہے: ”(وحل اجراد وأنواع السمک بلا ذکاة)“ ترجمہ: ٹڈی اور مچھلی اپنی تمام اقسام سمیت ہل

ذبح شرعی حلال ہیں۔ (در مختار مع رد المحتار ج 6، ص 307، دار افکار)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِرَوْحِیْنِ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.darulifta.com



darulifta.com



darulifta.com



darulifta.com



darulifta.com

جانور یا پرندے کے دودھ پیتے بغے کو ذبح کرنا

مجیب: مولانا محمد نوید چشتی عطاری

فتویٰ نمبر: WAT-2371

تاریخ اجراء: 01 رجب المرجب 1445ھ / 13 جنوری 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا چھوٹی عمر کے جانور یا پرندے کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے؟ چھوٹی عمر کے جانور سے مراد وہ جانور جو ابھی دودھ پیتا ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَجْوٰی بِعَوْنِ رَبِّیْ تُوْحِبُ اَسْئَلُکَ اِنَّکَ خَبِیْرٌ عَلِیْمٌ

چھوٹی عمر کے حلال جانور اور پرندے کو اگر شرعی طریقہ کار کے مطابق ذبح کر دیا جائے تو ان کا گوشت کھانا، جائز و حلال ہے۔

البتہ! یہاں یہ مسئلہ بھی یہ در ہے کہ قربانی، عقیقہ، بدنہ اور دم وغیرہ میں مخصوص عمر کے جانور کو ذبح کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مخصوص عمر سے کم عمر والے جانور کو ذبح کرنا کفایت نہیں کرے گا۔

بدنہ و دم سے مراد وہ خاص جانور جسے حج و عمرہ میں ہونے والی غلطی کی وجہ سے کفارے کے طور پر ذبح کیا جاتا ہے۔

وَلِلّٰهِ اَعْدَمُ مَوْلٰی وَ رَسُوْلُهُ اَعْدَمُ ضَرْبٍ مِّنْ بَشَرٍ



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.dar-ul-ifta-ahlesunnat.org



Facebook: Dar-ul-Ifta Ahlesunnat



YouTube: Dar-ul-Ifta Ahlesunnat



Telegram: Dar-ul-Ifta Ahlesunnat



WhatsApp: Dar-ul-Ifta Ahlesunnat

مارکریکڑی جانے والی مچھلی حلال ہے یا نہیں؟

مجیباً: مولانا محمد سعید عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: WAT-2140

تاریخ اجراء: 17 ربیع الثانی 1445ھ / 02 نومبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

ہم بھلے سے مچھلی کو مار کر پکڑتے ہیں تو کیا اس مچھلی کا کھانا حلال ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نُجُوْبٌ بِعَوْنِ سُبْحٰنِ نُوْحٍ سِتْقَةٍ نُّحُوْبٍ نُّحُوْبٍ

سوال میں بیان کردہ طریقے سے پکڑی گئی مچھلی کا کھانا حلال ہے۔ البتہ طریقہ ایسا اختیار کرنا چاہیے جس سے مچھلی کو کم سے کم تکلیف ہو۔ تبیین الحقائق میں ہے: ”قال الأتقني منها إذا ضربها رجل فقطع بعضها يحل المباح والمباح منه لأنه مات بأفة ظاهرة والمباح من الحي، وإن كان ميتة كحل المباح هناك لأن ميتة اسماك حلال بالحدیث“ ترجمہ: اتقانی نے کہا کہ حلال طریقوں میں سے ہے کہ اگر کسی نے مچھلی کو ضرب لگائی جس سے اس کا بعض حصہ کٹ کر علیحدہ ہو گیا تو جو علیحدہ ہوا، وہ بھی حلال اور جس سے علیحدہ ہوا، وہ بھی حلال کیونکہ یہ بھی ظاہری آفت کی وجہ سے مری ہے، اور زندہ سے جو حصہ علیحدہ ہو جائے وہ اگرچہ مردار ہوتا ہے لیکن یہاں علیحدہ حصہ حلال ہے کہ مردہ مچھلی حدیث کی رو سے حلال ہے۔ (تیسرے الحقائق شرح کمراندقائق و حاشیہ اشلی، ج 5، ص 297، المطبعة الكبری الاميرية)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا نَحْنُ فِيْهِ وَرَبُّنَا اَعْلَمُ بِمَا نَحْنُ فِيْهِ



Dar ul Ifta Ahle Sunnat (Dawate Islami)

www.daruliftaahlesunnat.org



daruliftaahlesunnat



daruliftaahlesunnat



0300-3636363



daruliftaahlesunnat

ہندو کی ذبح کی ہوئی مرغی مسلمان کھا سکتا ہے

مجموعہ: ابو محمد مفتی عیاض عطاری مدنی

سنوی نمبر: Nor-13604

تاریخ اجراء: 11 ربیع الاول 1445ھ / 28 ستمبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حلال جانور جیسے مرغی اگر کوئی ہندو ذبح کرے، تو کیا مسلمان اسے کھا سکتا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَجَوَابُ بِعَوْنِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کافر غیر کتابی کا ذبیحہ مردار ہے، اگرچہ وہ اللہ عزوجل کا نام لے کر ہی جانور کو ذبح کرے، لہذا ہندو اگر کوئی حلال جانور مثلاً مرغی وغیرہ ذبح کرے تو بلاشبہ وہ جانور مردار ہے، اس کا کھانا مسلمان کے لیے جائز نہیں۔

کافر غیر کتابی کا ذبیحہ حلال نہیں۔ جیسا کہ تھویرا، بھارمچ اندراختار میں ہے: ”(لا) تحل (دبیحہ) غیر کتابی (میں) (وشی و محوس و مرتد)“ یعنی غیر کتابی یعنی مجوسی، ستارہ پرست، اور مرتد کا ذبیحہ حلال نہیں۔ (الدر المختار مع الرد المحتار کتاب ذبیحہ، ج 09، ص 497، مطبوعہ کوئٹہ)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ ”ذبح کس شخص کا جائز اور کس کا ناجائز ہے؟“ آپ علیہ الرحمہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: ”جن، مرتد، مشرک، مجوسی، مجنون، نابینا سمجھ اور اس شخص کا جو قصد تکبیر ترک کرے ذبیحہ حرام و مردار ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 20، ص 242، رضاعیہ دہلیش، لاہور)

ایک دوسرے مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: ”دونوں میں جو کوئی قصد تکبیر نہ کہے گا جانور حرام ہو جائے گا، یونہی اگر ان میں کوئی کافر مشرک تھا تو بھی ذبیحہ مردار ہو گیا۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 20، ص 219، رضاعیہ دہلیش لاہور)

فقیر اعظم محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمہ کافر کے ذبیحہ سے متعلق کیے گئے سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ”(صورت مسئلہ میں) یہ بکری حلال نہیں ہوئی بلکہ حرام ہے، کیونکہ مسلمان کی ذبح کی ہوئی نہیں ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 03، ص 400، دارالعلوم حنفیہ بریلیہ بصیریہ ص 107 و 108)

وَاللّٰهُ عَلَمٌ عَلَى السَّاعَاتِ

Dar ul Ifta Ahle Sunnat (Dawlat e Islami)

www.daruliftaahlesunnat.net

daruliftaahlesunnat

YouTube Channel

Facebook Page

Instagram Page

بندوق سے شکار کرے کا حکم

مفتی محمد امجد علی صاحب مدظلہ العالی، مولانا سید محمد علی عطار، مدظلہ العالی، مولانا سید محمد علی عطار، مدظلہ العالی

Web: 42

تاریخ اجراء: 15/12/2020ء تا 1442ھ/31 دسمبر 2020ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر ہرن کا شکار کرتے ہوئے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر گولی ماری جائے لیکن پھر ڈھونڈنے سے پہلے ہی ہرن مر جائے تو کیا وہ ہرن حلال ہو جائے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَقَّابِ بَعَثَ الْوَقَّابِ الْتَهْمُ هَذَائِةٌ نَحْوُ الْمَضَوَّابِ

جی نہیں! پوچھی گئی صورت میں وہ ہرن حلال نہیں ہو گا۔ ہاں اگر گولی لگنے کے بعد اسے زندہ پکڑ لیا اور ذبح شرعی کر دیا تو پھر حلال ہو جائے گا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”بندوق کی گولی دربارہ صید حکم تیر میں نہیں، اس کا راز ہوا شکار مطلقاً حرام ہے کہ اس میں قطع و خرق نہیں، صدم و دق و کسر و حرق ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 343، رد صاف و ندیش لاہور)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ”اگر زندہ پایا اور ذبح کر لیا، ذبح کے سبب حلال ہو گیا، ورنہ ہرگز نہ کھایا جائے، بندوق کا حکم تیر کی مثل نہیں ہو سکتا، یہاں کہ وہ چاہیے جو اپنی دھار سے قتل کرے، اور گولی چھڑے میں دھار نہیں، آلہ وہ چاہیے جو کاٹ کر تار ہو، اور بندوق توڑتی ہے نہ کہ کاٹ۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 347، رد صاف و ندیش لاہور)

شکار سے متعلق یہ مسئلہ ذہن نشین رہے کہ محض تفریح کے لیے شوقیہ شکار کرنا، جائز نہیں۔ ہاں اگر واقعی کھانے یا دوا یا کسی اور نفع مشدداً تجارت کے سبب یا کسی ضرر کو دور کرنے کے سبب ہو تو جائز ہے۔

کیکڑا کا سوپ ایسا کیسا

مفتی محمد امجد علی صاحب دہلوی مدظلہ

مفتی لایق القلم صاحب مدظلہ العالی

فتویٰ نمبر: Aqs:1428

تاریخ اجراء: 08 مئی 1440ھ / 18 اکتوبر 2018ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا کیکڑا کھانا یا اس کا سوپ حرام ہے؟ دین و مفتیان شرع میں اس مسئلے کے بارے میں کہ مجھے دوسرا مرض ہے اور اس کے علاج کے لیے ایک حکیم صاحب نے کہا ہے کہ آپ کیکڑا استعمال کریں، اس کا سوپ پی کر آپ کے بے مفید ہے، تو اس بارے میں رہنمائی فرمائیں کہ کیکڑا استعمال کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیکڑا کھانا یا اس کا سوپ حرام ہے، وہ تو حرام ہیں اور بطور علاج بھی اس کا استعمال حرام ہی ہے، سمندری جانوروں میں سے مچھلی کے بواقی سب حرام ہیں، ہذا آپ پر لازم ہے کہ اس سے بچیں اور جائز و حلال طریقے کے مطابق اس مرض کا علاج کریں۔ چنانچہ کیکڑا کھانے سے متعلق بتایا گیا ہے: ”ویکڑہ اکل ما سوی السمک من دواب البحر عندئذ کسیر طان“ ترجمہ: ہمارے نزدیک سمندری جانوروں میں سے مچھلی کے علاوہ کسی جانور مثلاً کیکڑے کا کھانا مکروہ ہے۔

(دہلیہ، کتاب الدبائع، فصل فیما یحل الخ، جلد 11، صفحہ 604، مطبوعہ کوئٹہ)

علیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں ”سرطان (یعنی کیکڑا) کھانا حرام ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 208، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حرام چیزوں سے علاج کرنے کی ممانعت سے متعلق حدیث مبارک میں ہے ”ان الله ازل الداء والدواء وحل

کل داء دواء فتداؤوا ولا تتداؤوا بحرام“ یعنی اللہ تعالیٰ نے بیماری اور علاج دونوں کو نازل کیا ہے اور ہر بیماری کے لیے دوا مقرر کی ہے، تو تم علاج کرو، لیکن حرام سے علاج مت کرو۔“

(سنن ابی داؤد، کتاب الطب، جلد 1، صفحہ 244، مطبوعہ کراچی)

حرام سے علاج کے متعلق درمختار میں ہے ”وفی سحر: لا یجوز التداوی بما حرم فی ضاہر احمدیہ“

یعنی بحر الرائق میں ہے: ظاہر مذہب میں حرام چیز سے علاج کرنا جائز نہیں۔“

(دو مستعار مع رد المحتار، جلد 5، صفحہ 398، مطبوعہ کوئٹہ)

مصدر شریعہ: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں: ”حرام چیزوں

کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنے ناجائز ہے۔“

(بہار شریعت، جلد 16، صفحہ 505، مکتبۃ المصیبت، کراچی)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَكَرَّمُوْهُ اَعْلَمَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی حَمْدُہٗ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ



کیا گونگے کا ذبیحہ حلال ہے؟

محبیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: 13052-Not

تاریخ اجراء: 04.08.2023 / 20 اکتوبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوتِ اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا گونگے کا ذبیحہ حلال ہے؟ اسدم اس بارے میں ہماری کیا رہنمائی کرتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی من لا نبي بعده

مسلمان اور کتابی گونگے کا ذبیحہ حلال ہے۔ واضح رہے کہ کتابی گونگے کا ذبیحہ اسی وقت حلال ہے جب وہ واقعی کتابی ہو اور بھیڑ پڑھ کر حلال جانور کو ذبح کرے، ورنہ اگر صرف نام کا کتابی (یہودی، نصرانی) ہو اور حقیقتہً بچھری اور دہریہ مذہب رکھتا ہو، جیسا کہ غیر مسلم ممالک میں آجکل کے نصاریٰ کہلانے والوں کا حقیقت میں کوئی مذہب ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ دہریہ ہوتے ہیں، تو ایسے نام کے کتابی کا ذبیحہ بلاشبہ حرام و مردار ہے۔

مسلمان اور کتابی گونگے کا ذبیحہ حلال ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری ہے: ”تؤکل ذبیحة الأحرس مسلماً کان أو کتاباً، کذا فی فتاویٰ قاضی حان۔“ یعنی مسلمان یا کتابی گونگے کا ذبیحہ کھایا جائے گا، جیسا کہ فتویٰ قاضی خان میں مذکور ہے۔ (فتاویٰ الہدیہ، کتاب الذبائح، ج 05، ص 286، مطبوعہ بشاروں)

کنز الدقائق میں ہے: ”(وکل ذبیحة مسلم وکتابی وصبی وامرأة وأحرس)“ یعنی مسلمان، کتابی،

سجھدار نابالغ بچے، عورت اور گونگے کا ذبیحہ حلال ہے۔

مذکورہ بار عبارت کے تحت تبیین الخلفاء میں ہے: ”والأحرس عاجز عن المد کر فیکون معدوراً وتقوم الحجة مقامه کالتسبیب اؤسی۔“ یعنی گونگے کا ذبیحہ اس لیے حلال ہے کہ وہ ذبح کے وقت اللہ کا نام پڑھنے سے عاجز ہے، لہذا وہ معذور ہے اور اس کا دین اللہ عزوجل کا نام ذکر کرنے کے قائم مقام ہو جائے گا، جیسا کہ ذبح کے وقت

اللہ کا نام بھولنے والے کا مسئلہ ہے بلکہ گونگے میں محلے میں تو یہ بدرجہ اولیٰ ہو گا۔ (سیر الحقائق شرح کبر الہدای، کتاب الدہانج، ج 05، ص 287، مطبوعہ مئتان)

بہار شریعت میں ہے: ”گونگے کا ذبیحہ حلال ہے اگر وہ مسلم یا کتابی ہو، اسی طرح اقلہ کا یعنی جس کا ختنہ نہ ہوا ہو

اور ابرص یعنی پسید داغ والے کا ذبیحہ بھی حلال ہے“ (بہار شریعت، ج 03، ص 316، مکتبہ المدینہ، راجہ)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar ul Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)

Facebook Page



Facebook Page



YouTube Channel



WhatsApp Number



Telegram Channel

جیسی جس پر غسل فرض ہو اس کے ذبح کیے گئے جانور کا کیا حکم

مہمبہ: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: 12552 Nor

تاریخ اجراء: 26/01/1444ھ / 22 نومبر 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جانور ذبح کرنے والا شخص ناپاک ہو اور وہ اسی حالت میں جانور (مثلاً گائے، بھینس، بکری وغیرہ) ذبح کر دے، تو کیا وہ جانور حلال ہوگا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جَوَابٌ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْمُبِیْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جانور ذبح کرنے کے سے ذبح کرنے والے کا پاک ہونا ضروری نہیں، سہذا اگر کوئی شخص ذبح کرنا چاہتا ہے اور وہ ناپاک کی حالت میں کسی جانور (مثلاً گائے، بھینس، بکری وغیرہ) کو ذبح کر دیتا ہے، تو وہ جانور حلال ہوگا۔

الشف فی الفتاویٰ میں ہے: ”ان ذبح کل مسمم حلال رحلا کان او اشی حرا کان و عبد احسا کان او طهرا“ یعنی ہر مسلمان کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے خواہ ذبح کرنے والا مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، جنبی (اس پر غسل فرض) ہو یا پاک ہو۔ (الشف فی الفتاویٰ، صفحہ 147، مطبوعہ نیشاور)

علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یحسن الذبیحة وحوکن اما یحسب مسہما حنبا کما فی جامع السور“ یعنی ذبیحہ حلال ہوگا اگرچہ مرد و عورت میں سے ذبح کرنے والا ناپاک ہو جیسا کہ جامع الرموز میں ہے۔ (ذکیۃ البیان، صفحہ 57، مطبوعہ بیروت)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے ناپاک شخص کے جانور ذبح کرنے کے متعلق سوال ہوا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”جنبی شخص کا جانور کو ذبح کرنا درست ہے بشرطیکہ وہ ذبح کرنا چاہتا ہو“ (فتاویٰ مجددیہ، جلد 3، صفحہ 300، مکتبہ رسویہ، کراچی)

فتاویٰ بحر العلوم میں ہے: ”جانور ذبح کرنے کے لئے ذبح کرنے والے کا پاک ہونا ضروری نہیں، اب اگر بے نہائے

ہوئے بھی کسی نے جانور ذبح کر دیا، تو وہ حلال ہو جائے گا“ (فتاویٰ بحر العلوم، جلد 4، صفحہ 462، شریعت برادر، لاہور)

واضح رہے کہ جس شخص پر غسل واجب ہو، اسے چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا

آخری وقت آگیا، تو اب فوراً ہٹنا فرض ہے، اب تاخیر کرے گا، تو مکناہ گار ہوگا۔ (منہج اور بہار شریعت، جلد 1، صفحہ

325، مکتبہ المدینہ، کراچی)

اگر نپاک ہونے سے ظاہری نجاست مثلاً خون وغیرہ مراد ہے اور نجاست بھی اتنی ہے جس سے نماز ادا نہیں ہوگی یا

واجب الاعادہ ہوگی، تو بھی رزم ہے کہ نماز کے اہتمام کے لئے نجاست کو دور کر کے نماز پڑھے۔ ابنتہ اس صورت میں

بھی ذبیحہ حلال ہوگا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَكَرَّسُوْنَهُ اَعْلَمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَالْه وَسَلَّمَ



Dar ul Ifta Ahl-e-Sunnat (Dawat e Islam)



www.daruliftaahlesunnat.net



daruliftaahlesunnat



daruliftaahlesunnat



0300-2000000



daruliftaahlesunnat

جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی گردن توڑنا

مفتی: ابو حفص مولانا محمد عرفان عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: WAT-2723

تاریخ اجراء: 11 مارچ 1445ھ / 20 مئی 2024ء

دارالافتاء السننت

(دعوت اسلامی)

سوال

قصاب گوشت جانور کے ذبح ہونے کے بعد اس کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے ہی اس کی گردن مردہ کے توڑ دیتے ہیں تاکہ جلدی جان چلی جائے، تو ایسا کرنا کیسا ہے؟ اور اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قصاب بعد از ذبح جانور کو تھنڈا ہونے سے پہلے اس کی گردن توڑنا، یہ بدوہ جانور کو تکلیف پہنچانا ہے جو کہ مکروہ ہے،

جانوروں پر اس طرح کے مظالم ہر گز نہ کئے جائیں، جو شخص قصاب کو اس سے روکنے کی قدرت رکھتا ہو، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جانور کو ایندھن پہنچانے سے روکے، البتہ ان افعال سے جانور میں کوئی کراہت نہیں آئے گی، اس کا کھانا بہر صورت حلال ہی ہو گا۔

جانور کو بدوہ تکلیف پہنچانے سے متعلق، ہدایہ میں ہے: ”أن ما فيه زيادة إيلام لا يباح إن فيه في الذكوة مكروه۔۔۔ إلا أن أكرأه معني رائد وهو زيادة الألم قبل الذبح أو بعده فلا يوجب التحريم فهذا قال: تؤكل ذبيحته“ ترجمہ: ذبح میں ہر وہ غیر ضروری کام جس میں زیادہ تکلیف ہو، مکروہ ہے، مگر یہ کہ کراہت ایک اضافی چیز کی وجہ سے ہے اور وہ ذبح سے پہلے یا ذبح کے بعد (ٹھنڈا ہونے سے پہلے) زیادہ تکلیف پہنچانا ہے، تو یہ حرمت کو ثابت نہیں کرے گا، اسی وجہ سے فرمایا کہ اس جانور کو کھایا جائے گا۔ (الہدایہ، کتاب الذبائح، جلد 4، صفحہ 350، دار حیات التراث العربی، بیروت)

بہر شریعت میں ہے ”ہر وہ فعل جس سے جانور کو بدوہ فائدہ تکلیف پہنچے مکروہ ہے مثلاً جانور میں ابھی حیات باقی ہو ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال اتارنا، اس کے اعضا کا ٹنڈا یا ذبح سے پہلے اس کے سر کو کھینچنا کہ رگیں ظاہر ہو جائیں یا گردن کو توڑنا، یوں جانور کو گردن کی طرف سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔“ (مہار سر پرم، جلد 3، حصہ 15، صفحہ 315، مکتبہ المدینہ، کراچی)

اگر مچھلی ذبح کی اور بسم اللہ نہ پڑھی تو کیا حکم ہوگا؟

مہمیب: مولانا رحمان احمد عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: Web-81

تاریخ اجراء: 03 مئی 1443ھ / 08 دسمبر 2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوتِ سلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مچھلی کو اگر ذبح کیا جائے اور بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو کیا مچھلی حلال ہوگی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَيَوَاتُ بِعَيْنٍ لَمْ يَدْبِ الْوَهَابُ أَسْمُهُمْ هَدْيَةً لِّعَيْنٍ ذَلِصَّوَابُ

مچھلی کا بغیر ذبح کے حلال ہونا حدیثِ پاک سے ثابت ہے، نیز بکری، گائے وغیرہ حلال جانور کو، دم مسفوح یعنی بہنے کی صحت رکھنے والے خون کے نکالنے کے لیے ذبح کیا جاتا ہے جبکہ مچھلی میں دم مسفوح ہی نہیں ہوتا اس لیے مچھلی کو ذبح کرنے کی حاجت نہیں، ذبح کیے بغیر بھی مچھلی حلال ہے، اس لیے مچھلی کاٹتے ہوئے اگر کسی نے بسم اللہ نہیں پڑھی تب بھی وہ حلال ہی ہے۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”أَحَبُّ شَيْءٍ أَمِيتَتْ وَدَمًا أَمِيتَتْ أَحَبُّ وَالْحَرَادُ وَالدَّمَانُ أَلْبَدُ وَالْطَّحَالُ“ ترجمہ: ہمارے لئے دو مرے ہوئے جانور اور دو خون حلال ہیں: دو مردے مچھلی اور ٹنڈی ہیں اور دو خون ٹکیجی اور تلی ہیں۔ (مسند ابی ماجہ، ص 411، مطبوعہ کراچی)

اس روایت کی شرح کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ”دونوں جانور بغیر ذبح حلال ہیں کیونکہ ان میں بہتا خون نہیں اور ذبح کرنا ہی کو، اللہ کے نام پر، نکال دینے کے لیے ہوتا ہے۔ جب وہ چیزیں ان میں نہیں تو ان کا ذبح بھی نہیں۔ خیں رہے کہ مچھلی بہت قسم کی ہے اور ہر قسم کی حلال ہے بغیر ذبح کھانا درست ہے، بعض مچھیوں میں خون لگتا معلوم ہوتا ہے مگر وہ خون نہیں ہوتا بلکہ سرخ پانی ہوتا ہے اس لیے دھوپ میں سفید ہو جاتا ہے

خون کی طرح نہ سیاہ پڑتا ہے نہ جمتا ہے۔ فقیر نے خود اس کا تجربہ کیا ہے، بہر حال پچھلے بغیر دینِ عدل ہے۔" (سرہ
المنابع، جلد 5، صفحہ 728، تعبیری کتب خانہ گجرات)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ مَا جَزَاكَ وَرَسُولُكَ اَعْلَمُ مَا جَزَاكَ اللهُ تَعَالٰی حَقِّيْهِ وَكَوْنِهِ وَسَلَامٌ

Dar ul Ifta Ahl-e-Sunnat (Dawat-e-Islami)



www.dawateislami.net



www.dawateislami.net



www.dawateislami.net



Dar ul Ifta Ahl-e-Sunnat



www.dawateislami.net

شکار کیا پرندہ ذبح سے پہلے مرحانے تو حلال ہو گیا یا حرام

مفتی: مولانا محمد نوید جتئی عطاری

فتویٰ نمبر: WAT-2316

تاریخ اجراء: 17 عاری الاول 1445ھ / 02 دسمبر 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوتِ سلامی)

سوال

کسی شکاری نے کسی پرندے کو شکار کیا لیکن ذبح سے پہلے وہ پرندہ مر گیا، تو اب وہ اس کا کیا کرے؟ کیا وہ کسی کافر کو دے سکتے ہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْجَوَابُ بِحَقِّهِ السَّبِيحُ الْوَقْفُ الْفَتْهُ هَذِهِ آيَةُ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر شکاری نے بسم اللہ پڑھ کر تیر مارا یا کوئی نوک دار چیز ماری، جس سے وہ پرندہ زخمی ہو گیا اور پھر شکاری کسی دوسرے کام میں مشغول نہیں ہوا بلکہ مسلسل اسی زخمی پرندے کی جستجو میں رہا، پھر اس شکاری کے پہنچنے سے پہلے وہ پرندہ شکاری کے تیر لگنے کی وجہ سے ہی مر گیا یا شکار تک پہنچ گیا لیکن اسے پکڑا نہیں اور وقت اتنا تنگ ہے کہ اسے ذبح نہیں کر سکتا تو وہ حلال ہے، اس کا کھانا جائز ہے۔ اور اگر وقت اتنا تھا کہ پکڑ کر ذبح کر سکتا تھا لیکن نہیں کیا یہاں تک کہ مر گیا تو وہ حرام ہے، اسے نہیں کھایا جائے گا۔

اور اگر شکاری نے بسم اللہ پڑھے بغیر تیر یا نیزہ وغیرہ مارا، یا پرندہ کو گولی ماری، اور شکاری کے ذبح کرنے سے پہلے پرندہ مر گیا یا بسم اللہ پڑھ کر ہی مارا لیکن پرندہ تیر لگنے سے نہیں مر بلکہ کسی اور وجہ سے مر یا شکاری تیر مارنے کے بعد کسی دوسرے کام میں مشغول ہو گیا اور پرندے کی تلاش چھوڑ دی پھر بعد میں مر اہوا پرندہ پیدا تو وہ پرندہ حرام ہے، اسے نہیں کھا سکتے۔

اور جن صورتوں میں وہ حرام ہو گیا، اس صورت میں اس پرندے کو وہیں چھوڑ دیا جائے، جانور وغیرہ اسے کھا دیں گے، لیکن وہ مرد پرندہ کھانے وغیرہ کے لئے کسی کافر کو بھی نہیں دے سکتے، اس وجہ سے کہ ظاہر ہے کہ وہ کافر اسے کھانے میں استعمال کرے گا اور شرعی اصول یہ ہے کہ جن چیزوں کا کھانا پینا خود مسلمان کے لیے ناجائز ہے، وہ چیزیں غیر مسموم کو کھانے پینے کے لیے فراہم کرنا بھی ناجائز ہے، کیونکہ صحیح قول کے مطابق کفار بھی فروعات کے مکلف

ہیں، انہیں کھانے پینے کے لیے حرام اشیاء فراہم کرنا ضرور گناہ پر تعاون ہے اور اللہ عز و جل نے گناہ پر تعاون کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بہار شریعت میں ہے ”شکار کی دوسری نوع تیر وغیرہ سے جانور مارنا ہے اس میں بھی شرط یہ ہے کہ تیر چلاتے وقت بسم اللہ پڑھے اور تیر سے جانور زخمی ہو جائے ایسا نہ ہو کہ تیر کی لکڑی جانور کو لگی اور اس سے دب کر مر گیا کہ اس صورت میں وہ جانور حرام ہے۔۔۔ شکار کے حدس ہونے کے لیے یہ ضرور ہے کہ کتا چھوڑنے یا تیر چلانے کے بعد کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو بلکہ شکار اور کتے کی تلاش میں رہے۔۔۔ جس جانور کو تیر سے مارا اگر زندہ مل گیا تو ذبح کرے بغیر ذبح کئے حدس نہیں۔۔۔ شکار حلال ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی موت دوسرے سبب سے نہ ہو۔۔۔ ہندوق کا شکار مر جائے یہ بھی حرام ہے کہ گولی یا چھرا بھی آجہرحہ نہیں بلکہ اپنی قوت مدافعت کی وجہ سے توڑا کرتا ہے۔۔۔ (بہار شریعت، ج 03، حصہ 17، ص 688، 689، 690، 691، مکتبہ المدینہ، کراچی)

بہار شریعت میں ہے ”شکار تک پہنچ گیا ہے مگر اسے پکڑنا نہیں اگر اتنا وقت ہے کہ پکڑ کر ذبح کر سکتا تھا مگر کچھ نہیں کیا یہاں تک کہ مر گیا تو جانور نہ کھایا جائے اور وقت اتنا نہیں ہے کہ ذبح کر سکے تو حدس ہے۔“ (بہار شریعت، ج 03، حصہ 17، ص 687، مکتبہ المدینہ)

وَبَلَّغْ أَعْلَمَ مَوْجِلٍ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْهَوَسَةُ

Dar ul Ifta Ahl-e-Sunnat (Dawat-e-Islami)

www.dawateislami.net



www.dawateislami.net



www.dawateislami.net



www.dawateislami.net

قریب المرگ بچھڑے کے ذبح کے وقت صرف خون نکلا ہو تو کسا وہ بچھڑا حلال ہوگا؟

محقق: ابر محمد مفتی علی اسفر عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: 12948-Not

تاریخ اجراء: 22 محرم الحرام 1445ھ / 10 اگست 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر بچھڑا کسی بیماری کے سبب مرنے کے قریب ہو جائے، اسے ذبح کیا جائے تو اس میں زندہ ہونے کی کوئی عدم مت نہ ہو سوائے اس کے کہ اس کا خون بہہ گیا ہو؟ تو کیا اس صورت میں وہ بچھڑا حلال ہوگا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سجود بعد سجد توبہ۔ سیدہ صدیقہ بحق! صوبہ

جانور کے حلال ہونے کے لیے ذبح کے وقت اس کا زندہ ہونا ضروری ہے ورنہ وہ جانور حلال نہیں ہوگا۔ البتہ اگر کوئی جانور قریب المرگ ہو، ذبح کے وقت اس کے زندہ ہونے کا یقینی طور پر علم نہ ہو تو علامات کے ذریعے ذبح کے وقت زندہ ہونے کا تعین کیا جائے گا۔ کچھ علامات یہ ہیں: (1) ذبح کے وقت جانور کا منہ بند کر لینا۔ (2) ذبح کے وقت جانور کا آنکھیں بند کر لینا۔ (3) ذبح کے وقت جانور کے بال کھڑے ہو جانا۔ (4) ذبح کے وقت جانور کا پاؤں سمیٹ لینا وغیرہ، لہذا ان علامات کے ذریعے اس بات کی پہچان ہوگی کہ ذبح کے وقت جانور زندہ تھا۔ انہی علامتوں میں سے ایک علامت فقہائے کرام نے یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ ذبح کے وقت اس جانور کا خون ایسے نکلے جیسے زندہ جانور کے ذبح کے وقت خون نکلتا ہے مثلاً انہواری کی طرح خون نکلے یا کافی مقدار میں خون نکلے کہ اس انداز سے خون کا نکلنا زندگی کی علامت ہے۔

لہذا اگرچہ کئی صورت میں اگر اس بچھڑے میں سے اسی طرح خون بہا جیسے زندہ جانور کے ذبح کے وقت خون نکلتا ہے تو وہ بچھڑا حلال ہوگا۔

ذبح کے وقت زندہ جانور کی طرح خون نکلے تو جانور حلال ہے۔ جیسا کہ فتویٰ عالمگیری، بدائع الصنائع، بحر الرائق وغیرہ کتب فقہیہ میں مذکور ہے: ”والطعم بلاول“ اما حروح ادم بعد اذ ذبح فیما لا یحل الا باذبح فہل ہو من شرائط الحل فلا روایۃ فیہ عن اصحابنا، و ذکر فی بعض العناوی اہ لا بد من احد شینین اما انتحرک، و اما حروح ادم، فی لم یوحد لا تحل، کذا فی ابدائع۔ **وان ذبح شاة أو بقرة فخرج منها دم، ولم تتحرك وخروجه مثل ما یخرج من الحي اكلت عندانی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ وبہ نأخذ۔**

ترجمہ: ”ایسے جانور جو ذبح کے بعد ہی حلال ہوتے ہیں ان جانوروں کا ذبح کے بعد خون نکلنا حلال ہونے کی شرائط میں سے ہے؟ اس میں ہمارے اصحاب سے کوئی روایت منقول نہیں۔ البتہ بعض فتویٰ میں یہ مذکور ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک چیز ضروری ہے یا تو جانور حرکت کرے یا پھر خون نکلے پس اگر ان میں سے کوئی ایک شے بھی نہ پائی گئی تو وہ جانور حلال نہ ہو گا جیسا کہ بدائع میں مذکور ہے۔ اگر بکری یا گائے ذبح کی اور اس کا خون نکلا مگر اس نے حرکت نہ کی اور وہ خون ایسا تھا جیسا کہ زندہ جانور سے نکلتا ہے تو اہم اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اسے کھایا جائے گا، ہم اسی قول پر عمل کو اختیار کرتے ہیں۔“ (الفتاویٰ الہدیہ، کتاب الصيد والذبح، ج 05 ص 286، دار الفکر بیروت)

جو ہرۃ اخیرۃ میں ہے: **”ان ذبح شاة أو بقرة وتتحرك کذب وخرج منها ادم اكلت وان لم تتحرك وسم یخرج منها ادم سم تؤکل وان تحركت ولم یخرج منها ادم اكلت وان خرج منها الدم ولم تتحرك وخروجه مثل ما یخرج من الحي اكلت عندانی حنیفہ وبہ نأخذ کذا فی البیان۔**“ یعنی اگر بکری یا گائے ذبح کی اور اس نے ذبح کے وقت حرکت بھی کی اور اس کے خون بھی نکلا تو اسے کھایا جائے۔ اگر جانور نے حرکت نہ کی اور نہ ہی اس کا خون نکلا تو نہیں کھایا جائے گا۔ اگر اس نے حرکت تو کی مگر اس کا خون نہ نکلا تو اسے کھایا جائے گا اور اگر اس کا خون نکلا مگر اس نے حرکت نہ کی ورنہ خون ایسا تھا جیسا کہ زندہ جانور سے نکلتا ہے تو اہم اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اسے کھایا جائے گا، ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں جیسا کہ نتائج میں مذکور ہے۔ (البحرۃ السیرۃ، کتاب الصيد والذباح، ج 02، ص 183، مطبوعہ المظاہر الخیریۃ)

بہر شریعت میں ہے: ”جس جانور کو ذبح کیا جائے وہ وقت ذبح زندہ ہو، اگرچہ اس کی حیات کا تھوڑا ہی حصہ باقی رہ گیا ہو۔ ذبح کے بعد خون نکلنا یا جانور میں حرکت پیدا ہونا یا بے ضروری ہے کہ اس سے اس کا زندہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ **بکری ذبح کی اور خون نکلا مگر اس میں حرکت پیدا نہ ہوئی اگر وہ ایسا خون ہے جیسے زندہ جانور میں ہوتا ہے، حلال ہے۔** بیمار بکری ذبح کی، صرف اس کے مونہ کو حرکت ہوئی اور اگر وہ حرکت یہ ہے کہ مونہ کھول دیا تو حرام ہے اور بند کر

لیا تو حدل ہے اور آنکھیں کھول دیں تو حرام اور بند کر میں تو حدل اور پاؤں پھیلا دیے تو حرام اور سمیٹ لیے تو حلال اور باں کھڑے نہ ہوئے تو حرام اور کھڑے ہو گئے تو حدل یعنی اگر صحیح طور پر اوس کے زندہ ہونے کا علم نہ ہو تو ان علامتوں سے کام لیا جائے اور اگر زندہ ہونا یقیناً معلوم ہے تو ان چیزوں کا خیال نہیں کیا جائے گا، بہر حال جانور حدل سمجھا جائے گا۔“ (بہر شریعت، ج 03، ص 314، مکتبہ المدینہ، کراچی)

فقیر اعظم محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمہ سے سوال ہوا: ”ایک جانور بوجہ بیماری قریب امرگ ہے، اس کا مالک اسے ذبح کرنے کے لیے تیار ہے لیکن وہ جانور بالکل ساقط ہو گیا اور کوئی حرکت نہیں کرتا، چند منٹ بعد اس جانور نے دوبارہ حرکت شروع کی تو مالک نے سے فوراً ذبح کر دیا، ذبح کے بعد وہ جانور حرکت تو نہیں کرتا لیکن اس کا خون پھر اسے کی طرح نکلتا ہے، آپ سے استدعا ہے کہ از روئے شریعت مسئلہ مذکور کے متعلق بتائیں کہ مذکور جانور حدل سے یا

حرام؟“ آپ علیہ الرحمہ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ”ایسی صورت میں اگر خون اس طرح نکلے جیسے زندہ جانور کے ذبح کرنے کے وقت نکلتا ہے تو حلال ہے۔“ (اساوی یوریہ، ج 03، ص 392، دارالعلوم حنبلیہ لریڈیہ بصرہ، ص 392، دارالعلوم حنبلیہ لریڈیہ بصرہ، ص 392)

قادی یورپ میں ایک سوال کے جواب میں مذکور ہے: ”آہنی سلاخ کے کاری ضرب لگنے سے چھڑے کا بے حس و حرکت ہو جانا پھر زبان کا باہر آ جانا، پھر اسے اللہ نے ٹکانے پر بھی حرکت میں نہ آنا اس کی موت کی علامتیں ہیں۔ لیکن وقت ذبح کافی مقدار میں خون نکلا اس کی حیات کی علامت ہے۔“ (اساوی یورپ، ص 479، مکتبہ جہاد نور، دہلی)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ مَا رَزَقْنَاهُ اَعْلَمُ مِمَّا تُفَالِحُ عَلَيْهِ وَاَهْلُ

Darul Ifta Ahl-e-sunnat (Dawat-e-Islami)



www.daruliftaahlesunnat.com



daruliftaahlesunnat



DaruliftaAhlesunnat



daruliftaahlesunnat



whatsapp:9230013100000

مسلمان کے ذبح کرنے کے بعد کافر چھری چلائے تو ذبح کا حکم

محقق: ابو حفص مولانا محمد عرفان عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: WAT-2715

تاریخ اجراء: 09 دسمبر 1445ھ / 18 مئی 2024ء

دارالافتاء اسلامیات

(دعوت اسلامی)

سوال

ہمارے ملک میں غیر مسلم قصاب ہوتے ہیں، ایسی صورت میں اگر کسی جانور کو مسلمان ذبح کرے اور اس جانور میں ابھی جان باقی ہونے کی حالت میں ہی غیر مسلم قصاب بھی چھری پھیر کر گلے سے کچھ کاٹے، تو کیا اس طرح غیر مسلم کے چھری پھیرنے سے جانور حلال رہے گا یا حرام ہو جائے گا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمُبِیْتِ الْوَحْدِ الْوَحْدِ الْوَحْدِ

اگر مسلمان نے جانور کو ذبح کرتے ہوئے کم از کم تین رگیں کاٹ دی ہوں یا چار رگوں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ کاٹ دیا ہو تو مسلمان کے اس ذبح سے ہی وہ جانور حلال ہو جائے گا، لہذا اس کے بعد غیر مسلم قصاب کے جانور پر چھری پھیرے سے جانور کے حلال ہونے پر کچھ فرق نہیں پڑے گا کہ جانور تو مسلمان کے ذبح سے ہی حلال ہو چکا۔
ابتداءً اگر مسلمان نے ذبح میں چار رگوں میں سے تین رگیں نہ کاٹی ہوں یا چاروں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ نہ کاٹا ہو، اور اس کے بعد غیر مسلم قصاب نے جانور پر چھری پھیر کر رگیں کاٹی ہوں تو ایسی صورت میں وہ جانور حرام ہو جائے گا۔

جانور کو ذبح کرنے کیلئے، ذابح کا مسلمان یا کتابی ہونا شرط ہے، کافر غیر کتابی کا ذبح حرام ہے، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری

میں ہے: ”شرائط الذبحة: — مسأ أن یکون مسلماً أو کتابیاً فلا تؤکل ذبیحة أهل اشرك والعردة“
مستقطب۔ ترجمہ: ذبح کی چند شرائط ہیں، ان میں ایک یہ ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان یا کتابی ہو، ہذا مشرک اور مرتد کا

ذبحہ نہیں کھایا جائے گا۔ (الفتاویٰ الہدیہ، جلد ۲، کتاب الذبائح، صفحہ 352، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتویٰ رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”جن، مرتد، مشرک، مجوسی، مجنون، ناسمجھ اور اس شخص کا جو قصد انگیر ترک کرے دیجہ حرام و مردار ہے۔ اور ان کے غیر کا حلال جبکہ رگیں ٹھیک کٹ جائیں۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 242، رسالہ فیہ فیس، لاہور)

ذبح کیلئے چار یا کم از کم تین رگیں کٹ جانا ضروری ہے، چنانچہ فتویٰ انگیری میں ہے: ”والعروق اشی تقطع فی الذکاة أربعة۔۔۔ من قطع کل الأربعة حلت الذبیحة، وإن قطع أكثرها فکذلک عند أبي حنیفة رحمه الله تعالى۔۔۔ ما أن یلا أكثر حکم الکل، کذا فی المصنعات“ (مستط۔ ترجمہ: اور ذبح میں چار رگیں کاٹی جاتی ہیں، اگر چاروں رگیں کاٹ دیں تو جانور حلال ہو جائے گا، اور اگر اکثر (یعنی کوئی سی تین) رگیں کاٹ دیں تو بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جانور حلال ہو جائے گا، کیونکہ اکثر کیسے کل کا حکم ہوتا ہے۔ یونہی مضمرات میں ہے۔) (فتاویٰ الہندیہ، جلد 5، کتاب الذبائح، صفحہ 354، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے: ”ذبح کی چار رگوں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے یعنی اس صورت میں بھی جانور حلال ہو جائے گا کہ اکثر کے لیے وہی حکم ہے جو کل کے لیے ہے اور اگر چاروں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ کٹ جائے گا جب بھی حلال ہو جائے گا اور اگر آدھی آدھی ہر رگ کٹ گئی اور آدھی باقی ہے تو حلال نہیں۔“ (بہار شریعت، جلد 3، حصہ 15، صفحہ 313، مکتبہ المدینہ، کراچی)

مسلمان کے گھج سے ذبح کرنے بعد، غیر مسلم نے چھری پھیری تو جانور حرام نہیں ہوگا، چنانچہ فتویٰ انگیری

میں ہے: ”رہی التحرید المسلم إذا ذبح فأمر المحوسي بالسکین بعد الذبح نہ یحرم، ولو ذبح المحوسي وأمر المسلم بعده سم یحرم، کذا فی التتارخانیہ“ (ترجمہ: اور تحرید میں ہے کہ مسلمان نے ذبح کیا، پھر مجوسی نے اس پر چھری پھیری تو جانور حرام نہ ہوگا، اور اگر مجوسی نے ذبح کیا اور اس کے بعد مسلمان نے چھری پھیری تو جانور حلال نہ ہوگا، یونہی تارخانیہ میں ہے۔) (فتاویٰ الہندیہ، جلد 5، کتاب الذبائح، صفحہ 354، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے: ”مسلمان نے جانور ذبح کر دیا اس کے بعد مشرک نے اس پر چھری پھیری تو جانور حرام نہ ہوگا کہ ذبح تو پہلے ہی ہو چکا اور اگر مشرک نے ذبح کر ڈالا اس کے بعد مسلم نے چھری پھیری تو حرام ہی ہے اس کے چھری پھیرنے سے حلال نہ ہوگا۔“ (بہار شریعت، جلد 3، حصہ 15، صفحہ 316، مکتبہ المدینہ، کراچی)

جانور کو ذبح کرنے وقت قبلہ رخ کرنے کا حکم

مجموعہ: ابو حفص مولانا محمد عرفان عطاری مدنی

فتویٰ نمبر: WAT-2726

تاریخ اجراء: 12 ذی القعدہ 1445ھ / 21 مئی 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

جانور کو ذبح کرتے وقت قبلہ رخ کرنے کا کیا حکم ہے؟ اگر جانور کو قبلہ رخ نہ کیا تو کیا جانور حلال ہو جائے گا اور اس کی قربانی ہو جائے گی؟

سنة من رحمت رحمة

الْحَيَّاتُ بِعَوْنِ الْمُبِيتِ التَّوْحَابُ اَللّٰهُمَّ هَذِ الْاَيَةُ الْخَلْقُ وَ الْمَصَوَّبُ

جانور کو ذبح کرتے وقت جانور کا اور خود ذبح کرنے والے شخص کا قبلہ رخ ہونا سنت متوارثہ ہے یعنی ایسا طریقہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ سے اب تک چلا آرہا ہے۔ سنت متوارثہ پر عمل کرنے کی شرعاً تاکید ہوتی ہے اور بلا ضرورت اس کو ترک کرنے سے بچنے کا حکم ہوتا ہے، ہذا جہاں تک ممکن ہو جانور کو ذبح کرتے وقت اس سنت متوارثہ کا ضرور لحاظ رکھا جائے۔ اگر وقت ذبح جانور اور ذبح کرنے والے شخص کا، یہ دونوں میں سے کسی ایک کا رخ قبلہ کی جانب نہ ہو تو چاہے یہ عذر کی وجہ سے ہو یا بغیر عذر، بہر صورت جانور کی قربانی ہو جائے گی اور اسے کھانا بھی حلال ہو گا، البتہ بغیر عذر کے جانور یا ذبح کرنے والے شخص کا قبلہ رخ نہ ہونا، خدق سنت اور مکروہ ہے، ہاں اگر عذر کی وجہ سے ہو تو کوئی کراہت نہیں۔

ذبح کرتے وقت قبلہ رخ ہونا سنت متوارثہ ہے اور بغیر عذر قبلہ کی طرف رخ نہ کرنا مکروہ ہے، چنانچہ تنویر الابصار مع در مختار میں ہے: ”(و) کرہ (ترک التوحہ اسی القبلة) محافظتہ اسنتہ“ ترجمہ: اور قبلہ کی طرف رخ نہ کرنا، سنت کی مخالفت کی وجہ سے مکروہ ہے۔

اس کے تحت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رد المحتار میں فرماتے ہیں: ”أی السنة امؤ کدة؛ لانه توارث الناس فیکره ترکہ بلا عذر“ ترجمہ: یعنی سنت مؤکدہ کی مخالفت کی وجہ سے، کیونکہ یہ لوگوں میں رائج عمل ہے، ہذا بغیر

عذر اس کا ترک مکروہ ہے۔ (تنویر الابصار مع در مختار ورد المحتار جلد 9، کتاب الاصلح، صفحہ 495، دار المعرفہ، بیروت)

قبلہ رخ ذبح نہ کیا تو یہ عمل مکروہ ہوگا، مگر جانور کو کھانا حلال ہی ہوگا، چنانچہ تبیین الحقائق مع حاشیہ الشیخ میں

ہے: ”(ویدبحھا متوجھۃ غیر القبۃ یکرہ وتؤکّل؛ لأن السہمی ادبھ أن یستقبل بہا القبۃ ھکذا روی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن اسی صلی اللہ علیہ وسلم استقبل فی أصحابینہ القبۃ بما اراد ذبحھا) قال فی الأصل رأیت الرجل یدبح ویسمی ویوحہ ذبیحتہ اسی غیر القبۃ متعمداً أو غیر متعمداً قال لا بأس بأکلھا۔ قال حواہرر اذہ فی شرح المصنوع أم اھل فلأن الإباحۃ شرعاً متعلقۃ بقطع الأوداح واستسحیۃ وقد وحد وتوحیہ القبۃ سنۃ مؤکدۃ لأنہ توارثہ المسلم وترک لیسۃ لایوجب الحرۃ، وکس یمکرہ تر کہ من عبر عذر“ ترجمہ: اگر جانور کو قبلہ کے علاوہ کسی اور طرف رخ کر کے ذبح کیا تو یہ مکروہ ہے، اور جانور کھایا جائے گا، کیونکہ ذبح میں سنت قبلہ رخ ہونا ہے، اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کا ارادہ فرماتے تو اس کا رخ قبلہ کی طرف کرتے۔ اصل میں فرمایا کہ اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جو جانور کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے اور اپنے جانور کو جان بوجھ کر یا بغیر ارادے کے قبلہ رخ نہ کرے؟ تو فرمایا کہ اس جانور کو کھانے میں حرج نہیں۔ خواہر زادہ نے مبسوط کی شرح میں فرمایا کہ جانور کا حدب ہونا تو اس سے ہے کہ اباحت کا تعلق شرعاً رگوں کے کٹنے اور بسم اللہ پڑھنے سے ہے اور وہ پایا گیا ہے اور قبلہ رخ کرنا سنت مؤکدہ ہے کیونکہ لوگوں کا اس پر توارث جاری ہے اور سنت کا ترک حرمت کو محبت نہیں کرتا، لیکن بغیر عذر اس کا ترک مکروہ ہوگا۔ (تبیین الحقائق مع حاشیہ الشیخ، کتاب الذبائح، جلد 5، صفحہ 292، مصبوعہ ہرہ)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حان علیہ رحمۃ الرحمن فتویٰ رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”سنت متوارثہ آن سنت کہ روئے خود و روئے ذبیحہ ہر دو سوئے قبلہ کند، و سر ذبیحہ در بلاد کہ قبلہ سوئے مغرب سمت جانب جنوب بود تا ذبیحہ بر پہلو چپ خواہش خواہیدہ باشد، و پشت او جانب مشرق، تا روئے سمت قبلہ بود، و ذابح پائے راست خود بر صفحہ راست گردش نہادہ ذبح کند، اگر توجہ یا توجیہ بہ قبلہ ترک کند مکروہ است“ (ترجمہ) سنت یہ چلی آرہی کہ ذبح کرنے والا اور جانور دونوں قبلہ رو ہوں، ہمارے علاقہ میں قبلہ مغرب میں ہے اس لئے سر ذبیحہ جنوب کی طرف ہونا چاہئے تاکہ جانور، نیل پہلو میں ہو اور اس کی پیٹھ مشرق کی طرف ہو تاکہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو جائے، اور ذبح کرنے والا اپنا دایاں پاؤں جانور کی گردن کے دائیں حصہ پر رکھے اور ذبح کرے اور خود اپنا یا جانور کا منہ قبلہ کی طرف کرنا ترک

کیا تو مکروہ ہے۔ (صوبی، صوبہ، جلد 20، صفحہ 216، 217، صاف زبدیش، لاہور)

سنت متوارثہ کی ضروری لازم ہے اور بغیر ہذا سنت متوارثہ کا خلاف ناپسندیدہ ہے، چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں ایک سنت متوارثہ کے خلاف کرنے کے متعلق فرماتے ہیں: ”یہ امر خلاف سنت متوارثہ مسلمین ہے اور سنت متوارثہ کا خلاف مکروہ۔۔۔ اور متوارثہ کا اتباع ضرور ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 8، صفحہ 302، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاویٰ رضویہ ہی میں ایک مقام پر رشاد فرماتے ہیں: ”سنت متوارثہ کا خلاف ناپسند ہے، فی ابدار المحتاران المسلمین توارثہ فو حجب اتباعہم ای ثبت وناکد (یعنی در محار میں ہے کہ یہ مسلمانوں میں توارثہ کے ساتھ ثابت ہے لہذا ان کی اتباع واجب ہے یعنی ثابت اور مؤکد ہے)۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 8، صفحہ 399-400، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا نَحْنُ عَلٰی سُبُوْهِ اَعْمٰه مِنْ لِّلّٰهِ تَعَالٰی حَنِیْہِ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ

Daw'at-I-Islam (Dawat-e-Islami)



www.dawateislami.net



www.dawateislami.net



www.dawateislami.net



www.dawateislami.net



www.dawateislami.net



دائرۃ الافتاء اہل سنت (دعوت اسلامی)

Darul Ifta Ahle Sunnat

تاریخ: 9-03-20

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Ref No: 6093

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و معتیان شرع متین اس بارے میں کہ میرے بھائی مچھیوں کا کام کرتے ہیں، وہ بتاتے ہیں کہ بعض مچھیاں ایسی ہیں، جنہیں پکڑنے کے لئے کانٹے پہ مختلف کیڑے یا پتھروے لگانے پڑتے ہیں، وہ مچھلیوں کے بغیر نہیں پکڑی جاتی، تو معلوم یہ کرنا ہے کہ انہیں پکڑنے کے لئے کیڑوں کو کانٹے پہ لگانا جائز ہو گا؟

(۲) نیز بہت چھوٹی مچھیاں جس کا پیت چاک کرنا، ممکن نہ ہو، کیا کہیں اسی طرح بھوں کو یا ماس بنا کر کھا یا جاسکتا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

(۱) مچھیاں پکڑنے کے لئے زندہ کیڑے کانٹے پہ لگانا، جائز نہیں کہ اس میں ان کو بدو وجہ تکلیف دینا ہے، جو منع ہے، ہاں اگر پیسے انہیں حسن طریقے سے مار یا جائے، تو پھر کانٹے میں پرو کر شکار کرنے میں حرج نہیں۔

مسلم شریف میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکار کے متعلق فرمایا: "ان الله كتب الاحسان على كل شيء"، "واقتلوا الذئبة وحسوا الفقة واداب بحتہ، وحسوا الذئب ویجد حدکم شمرقہ، ویرج ذی بحتہ" ترجمہ: "ہر شے پر اللہ تعالیٰ سے ہر چیز پر حساں کرنا مقرر فرمایا ہے، تو جب تم کسی کو قتل کرو، تو اس میں بھی احسان ہو تو وہ جب ذبح کرو، تو اچھے انداز سے ذبح کرو، اور تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی چھری کو تیز کر لے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الصيد، باب الامر باحسن الذبح والقتل، جلد 2، صفحہ 152، مطبوعہ کراچی)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "مچھلی کا شکار کہ چاروں طرف پر کریں، اس میں زندہ گھیب پرونا، جائز نہیں، ہاں مار کر ہو

یا تکی وغیرہ بے جان چیز، تو مضائقہ نہیں۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 343، دس فلاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے: "بعض لوگ مچھیوں کے شکار میں زندہ مچھلی یا زندہ مینڈی، کانٹے میں پرو دیتے ہیں اور اس سے بری

مچھلی پھرتے ہیں، یہ کرنا منع ہے کہ اس جانور کو ایذا دینا ہے، اسی طرح زندہ گھینٹ (پتلا مسد مینی کیڑ) کانٹے میں پرو کر شکار کرتے

تک، یہ بھی منع ہے۔“ (بہار شریعت، حصہ 17، جلد 3، صفحہ 694، مکتبہ المدینہ، کراچی)

(۲) ایسی چھوٹی چھپیوں کا کھانا تو حلال ہے، لیکن بچنا بہتر ہے۔

رد المحتار میں ہے: ”وفی السمک الصغار النقی من غیر ان یسحق حوافہ، قال اصحابہ: لایحل اکمہ۔“ و عند سائر الائمۃ: یحل۔“ ترجمہ: ایسی چھوٹی چھپیوں کے متعلق، جن کا شکم چاک کیے بغیر بھون لیا جائے، شوافع نے فرمایا: ان کا کھانا حلال نہیں۔۔۔ در بقیہ ائمہ کے نزدیک حلال ہے۔“ (رد المحتار، کتب الدہائج، جلد 9، صفحہ 515، مطبوعہ ہندو)

سیدی علی حضرت علیہ الرحمۃ فتاویٰ شامی کی یہ عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ”آرے درجواہر الاخلاصی دیدم کہ یکر اہل تحریم تصریح وہمیں التصحیح کردہ است، حیث فی: السمک الصغار کتب مکروہ بحریم، ہو الاصح، پس اسلم اجتناب است“ ترجمہ: ہاں میں نے جو ہر اہل خدا علی میں دیکھا ہے، انہوں نے اس کے مکروہ تحریمی ہونے کی تصریح ہے اور اسی کی تصحیح بھی کی ہے، جہاں انہوں نے فرمایا کہ: ”چھوٹی چھپیاں تمام مکروہ تحریمی ہیں اور یہی صحیح ہے“، پس اجتناب بہتر ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 333، رصاف و نذہش، لاہور)

اشکال: آپ نے کہا کہ چھوٹی چھپیاں پیٹ چاک کیے بغیر کھانا حلال ہے، جبکہ جو ہر اہل خدا علی میں ان کے متعلق مکروہ تحریمی ہونے کا حکم بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں بھی ہے، تو اس میں بظاہر تضاد نظر آ رہا ہے؟

اگر اشکال، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ بقیہ ائمہ کے نزدیک چھوٹی چھپیوں کا پیٹ چاک کیے بغیر بھون کر کھانا حلال ہے اور فقہ حنفی کی معتد کتب مثلاً ابہایہ شرح ہد ید، معراج الدرایہ و رد المحتار میں ائمہ اجلہ نے صاف طور پر فقہ شافعی کا حلال ہونا بیان فرمایا۔ یونہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی ایک سول سے جواب میں شوافع کے علاوہ بقیہ ائمہ کے نزدیک ان کی صحت ذکر فرمائی، تو ائمہ کرام کی ان تصریحات سے واضح ہوا کہ ایسی چھپیوں کا کھانا حلال ہے، لیکن چونکہ اس کے برخلاف جو ہر اہل خدا علی میں ان کے مکروہ تحریمی ہونے کا قوس بھی موجود ہے، تو اس قوس کی رعایت کرتے ہوئے سیدی علی حضرت علیہ الرحمۃ نے اختلاف سے بچنے کے لیے ان سے اجتناب کا حکم ارشاد فرمایا ہے، کیونکہ حتی الامکان اختلاف سے بچنا بالاتفاق مستحسن ہے، لہذا ایسی چھپیوں کے حلال ہونے کے باوجود ان سے بچنا بہتر ہے۔

حدس ہونے پر رد المحتار کا جزیئہ گر چکا۔ نیز ابہایہ و معراج الدرایہ میں ہے: ”والسطح بدائی“، ”وفی السمک الصغار النقی من غیر ان یسحق حوافہ، قال اصحابہ: لایحل اکمہ، لان رجعه نجس و عند سائر الائمۃ: یحل۔“ ترجمہ: ایسی چھوٹی چھپیوں کے متعلق، جس کا شکم چاک کیے بغیر بھون لیا جائے، شوافع نے فرمایا: اس کا کھانا حلال نہیں۔۔۔ در بقیہ ائمہ کے نزدیک حلال ہے۔“ (معراج الدرایہ، کتب الدہائج، معصوطہ، غیر مطبوعہ)

یونہی "بہار شریعت"، حصہ 15، صفحہ 329 پہ بھی من کا حلال ہونا مذکور ہے۔

حلت کے باوجود پختا بہتر ہے۔ چنانچہ سیدی علی حضرت علیہ رحمۃ سے فارسی میں سواں ہوا کہ مالا بد میں نہایت چھوٹی مچھلی کو کھانا مکروہ تحریمی لکھا ہے، آپ کا کیا ارشاد ہے؟ تو آپ علیہ رحمۃ نے فرمایا: (ترجمہ) ہار یک ریزہ کی طرح مچھلی جس کا پیٹ چاک نہیں ہو سکتا اور یوں بے چاک بھون کر کھائی جاتی ہے، یہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرام ہے اور باقی ائمہ کرام کے نزدیک حلال ہے، جیسا کہ معراج الدرایہ میں تصریح ہے۔۔۔ (پھر قادی شامی سے حلت وار جزئیہ مع سباق و سباق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں): "آرے در جواهر الاخلاطی دیدم کہ یکرہت تحریم تصریح و ہمیں را تصحیح کردہ است، حبث قال: السمک اصغر کدھا مکروہ تحریمہ، عوالاصح، پس اسلم اجتناب سنت" ترجمہ: ہاں میں نے جواہر الاخلاطی میں دیکھا ہے، نہوں نے اس کے مکروہ تحریمی ہونے تصریح کی ہے اور اسی کی تصحیح بھی کی ہے، جہاں، نہوں نے فرمایا کہ: "چھوٹی مچھلیاں تمام مکروہ تحریمی ہیں اور بھی صحیح ہے"، پس اجتناب بہتر ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 332 تا 333، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پہ جھینگے کے متعلق تفصیلی کلام کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "معراج میں صاف فرمایا کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک نہیں کیا جاتا اور بے آرائش لگائے بھون لینے ہیں امام شافعی کے سوا سب ائمہ کے نزدیک حلال ہیں۔ مگر فقیر نے جواہر الاخلاطی میں تصریح دیکھی ہے کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں سب مکروہ تحریمی ہیں اور یہ کہ یہی صحیح تر ہے۔۔۔ تو یہاں کے جھینگے ایسے ہی چھوٹے ہیں جن پر جواہر الاخلاطی کی وہ تصحیح وارد ہوئی، بہر حال ایسے شبہ و اختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی چاہئے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 338 تا 339، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اختلاف سے بچنے کے متعلق فتویٰ رضویہ میں ہے: "ان الحروح عن اختلاف حوط واحسن بالاتفاق" یعنی اختلاف

سے بچنا یا اتفاق محتاط اور چھاپہ۔"

واللہ اعلم بالصواب و رسولہ اعلم بالصواب علیہ و آلہ وسلم



مفتی محمد قاسم عطاری

18 رجب المرجب 1440ھ 26 مارچ 2019ء

دائرۃ الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)



DAIRAT-UL-IFTA AHL-E-SUNNAT

تاریخ: 29-07-2019

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پتہ: 6245



کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ

(1) شیر، تیتھ، ہدھد، مرغی، بٹخ، کبوتر، چڑیا، بگلا، مرغابی، بھیل، مور، ابا بیل، شتر مرغ، فاختہ، جینا، طوطا کے بارے میں حکم

شرعی واضح فرما دیں کہ ان میں سے کون سے پرندے حلال ہیں اور کون سے حرام ہیں؟

(2) اور خرگوش کے حلال یا حرام ہونے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

سائل: سعد علی احمد (گلیاں کورواں، پنڈی گھیب)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا

(1) فقہ حنفی کے قواعد کی روشنی میں سول میں ذکر کردہ تمام پرندے حلال ہیں، اس لئے کہ پرندوں کے حلال یا حرام ہونے کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ پرندہ جس کے پنجے ہوں اور وہ ان پنجوں سے شکار بھی کرتا ہو، تو وہ پرندہ حرام ہو گا اور جس کے پنجے ہی نہ ہوں یا پنجے تو ہوں، لیکن وہ ان سے شکار نہ کرتا ہو، تو وہ پرندہ حلال ہے، اس تفصیل کے مطابق دیکھا جائے تو سوال میں ذکر کیے گئے بعض پرندوں کے پنجے ہی نہیں ہیں جیسے بٹخ و شتر مرغ وغیرہ اور بقیہ بعض کے گرچہ پنجے ہیں، لیکن وہ ان سے شکار نہیں کرتے جیسے طوطا وغیرہ، لہذا ان میں سے کوئی پرندہ حرام نہیں۔ نیز ان پرندوں کے حلال ہونے پر فقہائے کرام کی تصریحات بھی موجود ہیں۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن کس لای سب من السباع و عن کس ذی سبب من الصیور“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نوکیلے ذات والے درندے اور پنجے والے پرندے (کو کھانے) سے منع فرمایا۔ (صحیح مسلم، ج 2، ص 147، مطبوعہ کراچی)

جو ہرہ نیرہ میں ہے: ”(لا یجوز اکل کس ذی ناب من السباع ولا ذی منقلب من الطیور) السباع ذی
 انساب ان یکون له ناب یضطد به و کذا من ذی المنقلب ترجمہ: ”تو کیسے دانت والے درندوں اور پرندوں
 کا کھانا، چائز نہیں ہے“ در لو کیسے دانتوں سے مراد یہ کہ اس کے ایسے نو کیسے دانت ہوں، جن سے وہ شکار کرتا ہو اور اسی طرح
 پرندوں سے مراد یہ ہے کہ ان سے وہ پرندہ شکار بھی کرتا ہو۔ (الجوهرة السيرة، ج 2، ص 265، قدیمی کتب خانہ، کراچی)
 ن پرندوں میں سے بعض کے حلال ہونا صریح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے در بقیہ بعض کے حلال ہونے کے متعلق
 فقہائے کرام کی تصریحات موجود ہیں، جو درج ذیل ہیں:

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مرفی تمناؤں فرمائی۔ چنانچہ حضرت سیدنا موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے
 ہیں: ”رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کل دجاجة“ ترجمہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مرفی
 کھاتے دیکھا۔ (صحیح بخاری، ج 2، ص 829، مطبوعہ کراچی)

چڑیا کے متعلق حدیث پاک میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ما من انسان من عصفور
 ما فوقها یعیر حقها الا ساء للہ عروجل عیب من یرسل اللہ لما حقها الا یندبھا من کذب ولا یقطع راسھا
 یرمی بیھا“ ترجمہ: جس نے چڑیا یا کسی جانور کو ناحق قتل کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اس کے متعلق سوال کرے
 گا، عرض کیا گیا، یا رسول اللہ اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: اس کا حق یہ ہے کہ اسے ذبح کر کے کھائے اور یہ نہ کرے کہ اس کا سر
 کاٹے در پھینک دے۔ (المستدرک علی الصحیحین، ج 4، ص 261، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بشیر کھانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں: ”اکتب مع
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لحم حبری“ ترجمہ: میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بشیر کا گوشت
 کھایا۔ (سنن ابی داؤد، ج 2، ص 176، مطبوعہ لاہور)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ اس حدیث پاک کو ذکر کر کے فرماتے ہیں: ”معلوم ہوا کہ بشیر حلال
 ہے، اس کا کھانا سنت ہے“ (مرآة المناہج، ج 5، ص 672، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

علامہ کمال الدین دمیری علیہ الرحمۃ تھنر کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”حکمه اجل لانه اب من الحمام او
 النصف وھما حلالان“ ترجمہ: تھنر حلال پرندہ ہے، اس لئے کہ یا تو یہ کبوتر کی نسل سے ہے یا قطا (کبوتر کے برابر ایک پرندہ
 ہے) کی نسل سے ہے اور یہ دونوں حلال ہیں۔ (حبات الحیوان، ج 2، ص 466، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بلخ اور شتر مرغ کے حلال ہونے پر صحابہ کرام علیہم ارضوں کا اجماع ہے۔ چنانچہ تفسیرات احمدیہ میں ہے: ”قد تقرر فی شریعة نبیہا علیہ السلام حدة شحوم البقر والعنیم وحیدۃ الابل والبط والسعة باجماع اصحاب و التابعین“ ترجمہ: ”تحقیق ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں گائے اور بھیڑ بکری کی چربی حلال ہے اور اونٹ، بلخ اور شتر مرغ کے حلال ہونے پر حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کا اجماع“ (تفسیرات احمدیہ، ص 405، مطبوعہ کراچی)۔

ابابیل کے حلال ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہے۔ چنانچہ مراتب الایمان میں ہے: ”وانفقوا ان اکل الابل واسعام وبقرا وحش۔۔ حلال“ ترجمہ: فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ابابیل، شتر مرغ اور جنگلی گائے کا کھانا حلال ہے۔

(مراتب الایمان لابی حزم، ص 149، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

مرغابی کے متعلق تحفۃ الفقہاء میں ہے: ”ابا احتسائس من البصور کما دجیح و حط والاور فیجن باجماع الامۃ“ ترجمہ: پالتو پرندے جیسے مرغی، بلخ اور مرغابی، باجماع امت حلال ہیں۔

(تحفۃ الفقہاء، ج 3، ص 65، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

بلبل اور غیر شکاری پرندوں کے بارے میں افتہ اسلامی وادت میں ہے: ”یحور بالاحماع اکل الانعام (الابل والبقر والعنیم) لا یحتہیمن القران الحریہ کما یحور اکل الحیور غیر احرار کما حمام والبط والسعة والاور۔۔ والبلبل“ ترجمہ: چوپایوں مثلاً اونٹ گائے اور بکری کا کھانا بالاجماع جائز ہے کہ اس کی ہانت پر قرآن کریم کی نفی موجود ہے جیسا کہ وہ پرندے جو شکار نہیں کرتے، ان کا کھانا جائز ہے مثلاً کبوتر، بلخ، شتر مرغ، مرغابی۔۔ اور بلبل۔

(الفتہ الاسلامی وادت، ج 4، ص 2595، دارالفکر، بیروت)

مور حلال ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”لابس باکل البطاروس“ ترجمہ: مور کھانے میں کوئی حرج نہیں۔“ (فتاویٰ عالمگیری، ج 5، ص 358، مطبوعہ کراچی)

طوطے، ہدھ، بگے وغیرہ کے متعلق مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ سے ایک سوال ہوا کہ یہ حلال ہیں یا

نہیں؟ تو آپ علیہ الرحمۃ نے جواباً ارشاد فرمایا: سب حلال ہیں۔“ (فتاویٰ مصطفویہ، صفحہ 434، شبیر برادر، لاہور)

فقہ اعظم مولانا مفتی محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”طوطا، قوعد و ضواہد شریعت پاک کی رو سے جاشہ حلال

ہے۔ اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اور بکثرت دیگر آئمہ کرام سے روایک بھی حلال ہے۔“

(فتاویٰ نوریہ، ج 3، ص 417، دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیریوں او کالہ)

مفتی محمد نور اللہ نعیمی علیہ الرحمۃ پرندوں کی حلت و حرمت کا ایک قاعدہ بیان کر کے بطور مثال کبوتر، فاختہ و رینا وغیرہ کے حلال ہونے کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”پرندوں کے بارے میں ایک استقرائی قاعدہ یہ بھی ہے کہ جن کی چونچ مزی ہوئی ہے، طوطے کے سوا سب حرام ہیں، جیسے بازو وغیرہ۔ درجن کی چونچ سیدھی ہے، وہ کوئے کے بغیر سب کے سب حلال ہیں، جیسے کبوتر، فاختہ، گیری، لالی (چینا)، تلیر وغیرہ۔“

(فتاویٰ نورانیہ، ج 3، ص 381، دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصریہ، اوکاڑہ)

(2) خرگوش حلال جانور ہے۔

حضرت سیدنا شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”انھما ارشیا وحق بمر الظہران فسمی انھما فاحدنھا فحسنت بیہا اسی اسی صدحۃ لدیحہا فبعث بورکیہا او قل بدحدیہا الی اسی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقبیلھا“ ترجمہ: ہم مر الظہران کے مقام پر تھے کہ ہم سے ایک خرگوش کو بھگایا، بھگ اس کے پیچھے بھگ بھگ کر تھک گئے، پس میں نے اسے پکڑ لیا اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا، آپ رضی اللہ عنہ نے اسے ذبح کیا اور اس کی سریں یا رانیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمایا۔

(صحیح بخاری، ج 2، ص 830، مطبوعہ کراچی)

امام السنن الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”خرگوش ضرور حلال ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 20، ص 322، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم حوزہ دارالعلوم دہلویہ



مفتی محمد قاسم عطاری

25 ذوالقعدة الحرام 1440ھ 29 جولائی 2019ء



تاریخ: 02-06-2022

ریفرنس نمبر: pin-6979

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے ہاں جانور کو ذبح کرتے ہوئے اس کی چاروں رگوں کو کاٹنے کے بعد اس کی گردن کے مہرے کو بھی کاٹا جاتا ہے، کیا یہ طریقہ درست ہے؟ رہنمائی فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ذبح شرعی کے لیے جانور کی گردن میں موجود مکمل چار رگوں یا ان میں سے کٹر کاٹ جانا ضروری ہے، اگر نصف یا اس سے کم رگیں کٹیں، تو جانور حلال نہیں ہو گا، چار رگوں کے نام یہ ہیں، (۱) حلقوم، یعنی سانس والی نالی، (۲) مری، جس سے کھانا پانی اترتا ہے، (۳، ۴) ودجین، خون اہلی دو رگیں۔ ذبح میں انہی چار رگوں کاٹ جانا کافی ہے، جان بوجھ کر اس سے زیادہ کاٹنا منع ہے۔ اسی طرح عمدہ جانور کو اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے، یا گردن توڑی جائے، مکروہ و ممنوع ہے کہ اس میں بد ضرورت جانور کو ایذا دینا ہے، جبکہ حدیث مبارک میں ہمیں جانور کو آرام پہنچانے اور اس کو ناحق تکلیف نہ دینے کا حکم دیا گیا ہے، البتہ یہ خیال رہے کہ اگر کسی نے ذبح کے دوران گردن کا مہرہ کاٹ دیا، یا پورا سر ہی جدا کر دیا، تو جانور حلال ہو گا، حرام نہیں ہو گا، یہ فعل مکروہ و ممنوع ہو گا۔

ذبیحہ کو آرام پہنچانے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”إِذَا ذَبَحْتَهُ فَأَحْسِسُوا الدَّبْحَ، وَبِحَدِّ أَحَدٍ كَمَا شَعَرْتُمْ، فَبِإِحْسَنِ طَرِيقَةٍ سَاحِلٌ لَكَ، وَبِإِحْسَنِ طَرِيقَةٍ سَاحِلٌ لَكَ، وَبِإِحْسَنِ طَرِيقَةٍ سَاحِلٌ لَكَ“ جب تم ذبح کرو تو احسن طریقے سے ذبح کرو، جو ذبح کرے اسے چاہئے کہ اپنی چھری تیز کر لے، پھر اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔

(الصحيح لمسلم، كتاب الصيد والذبائح، باب الامر باحسان الذبح، جلد 2، صفحہ 152، مطبوعہ کراچی)

ذبح میں کاٹی جانے والی رگوں کے متعلق عالمگیری میں ہے: "والعروق التي تقطع في الذبحة أربعة: الحنقوم، وهو محرى النفس، والسرى، وهو محرى الطعام، والودجان، وهما عرقان في حاسي ارقبة يحرى فيهما الدم، فإن قطع كل الأربعة حمت الذبيحة، وإن قطع أكثرها فكدلك عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔۔۔ واصحح قور أبي حنيفة رحمه الله تعالى بما أن الأكثر حكم الكل، كذا في المصمرات، وفي الجامع الصغير إذا قص نصف الحنقوم ونصف الأوداج ونصف السرى لا يحل لأن أصل منقطع الكل أو الأكثر وليس بنصف حكم الكل في موضع الإحتياط كذا في النكاحی "دور گیس جو ذبح شرعی میں کاٹی جاتی ہیں، چار ہیں۔ حنقوم: جو سانس کی گزر گاہ ہے، مری: جو کھانے کی گزر گاہ ہے، اور ودجان: یعنی گردن کے دونوں جانب دور گیس جن میں خون جاری ہوتا ہے۔ اگر یہ چاروں کٹ جائیں، تو ذبیحہ حلال ہے اور اکثر کٹ جائیں، تب بھی امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہی حکم ہے، اور یہی درست ہے کیونکہ اکثر کا حکم کل جیسا ہوتا ہے۔ مضممرات میں اسی طرح ہے اور جامع الصغیر میں ہے کہ جب سانس کی نالی، خون کی دونوں رگیں اور کھانے کی نالی نصف کاٹ دی گئی، تو جانور حلال نہیں ہو گا، اس لیے کہ حلقہ تعلق کل یا اکثر کے کٹنے سے ہے اور احتیاط الی جگہ پر نصف کے لیے کل والا حکم نہیں ہے، کافی میں اسی طرح ہے۔

(عالمگیری، کتاب الذبائح، الباب الاول فی تفسیرہا، جلد 5، صفحہ 354، مطبوعہ کراچی)

ذبح میں حرام مغز تک پہنچنا مکروہ ہے، چنانچہ ہدایہ شریف میں ہے: "من بلغ بالسکین استنحاع، أو قصع انرا، أو س، کر، لہ دسک، تزک ذبیحتہ۔۔۔ والنحاع عرق أبيص في عظم ارقبة، أو انكراة مساروی عن السی عدیه احصاة والسلام: أنه یهی أن تنزع الشاة إذا ذبحت، وتفسیره ما ذکرنا، قبل معناه، أن یحد رأسه حتی یصهر مدبحة، فیل إن یکسر عنقه قبل أن یسکن من الإضطراب، وکن ذلک مکروه، وهذا لأن فی جمیع ذلک، وفي قصع الرأس زیادة تعدیب الحيوان بلا فائدة، وهو مسهی عنه، واحصا: أن ما فیہ زیادة ایلاء لا یحتاج إلیه فی الذکة، مکروه "جو چھری کو حرام مغز تک لے جائے یا سر ہی جدا کر دے، اس کے لیے ایسا کرنا مکروہ ہے، البتہ جانور کھایا جائے گا، حرام مغز گردن کی ہڈی میں موجود سفید رگ کو کہتے ہیں۔ یہ کراہت اس لیے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کے وقت جانور کے حرام مغز تک پہنچنے سے منع فرمایا۔ اس کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے، اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ذبیحہ کے سر کو ضرورت سے زیادہ

کھینچتا ہے، تاکہ ذبح کی جگہ ظاہر ہو ایک قوس کے مطابق جانور ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی گردن توڑنا مردہ ہے۔
بہر حال یہ تمام افعال مکروہ ہیں، کہ ان میں جانور کو بلا فائدہ زائد اذیت دینا ہے، جو ممنوع ہے۔ حاصل کلام یہ کہ ذبح
میں ہر وہ کام جس سے جانور کو بلا فائدہ اذیت ہو مکروہ ہے۔

(ہدایہ، کتاب الذبائح، جلد 4، صفحہ 437، 438، مطبوعہ لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ اتقویٰ فرماتے ہیں: ”اس طرح ذبح کرنا
کہ چھری حرام مغزیٹک پہنچ جائے یا سرکٹ کر جدا ہو جائے، مکروہ ہے، مگر وہ بیچہ کھایا جائے گا، جتنی کراہت اس
فصل میں ہے، نہ کہ ذبیحہ میں۔ عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرتے میں اگر سر جدا ہو جائے، تو اس سر کا کھانا
مکروہ ہے، یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گزرا، بلکہ فقہاء کا یہ ارشاد کہ ذبیحہ کھایا جائے گا، اس سے یہی ثابت ہوتا ہے
کہ سر بھی کھایا جائے گا۔ ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف پہنچے، مکروہ ہے، مثلاً: جانور میں ابھی حیات باقی
ہو، ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال اتارنا، اس کے اعضاء کا نایا ذبح سے پہلے اس کے سر کو کھینچنا کہ رگیں ظاہر ہو
جائیں یا گردن کو توڑنا، یوں جانور کو گردن کی طرف سے ذبح کرنا، مکروہ ہے، بلکہ اس کی بعض صورتوں میں جانور
حرام ہو جائے گا۔“ (بہار شریعت، جلد 3، حصہ 15، صفحہ 315، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نوٹ: ذبح کے وقت حرام معز کو کاٹ دینا طبی اعتبار سے بھی نقصان دہ ہے کہ حرام مغز کھنے سے جانور جلدی
ٹھنڈا ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے خون پوری طرح باہر نہیں نکلتا، ایسے گوشت کا استعمال طبی لحاظ سے بہت نقصان دہ
ہے۔

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

عبدہ المذنب محمد یونس چشتی عفی عنہ

02 ذوالقعدة الحرام 1443ھ 02 جون 2022ء



الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

زندہ مچھلی کے ٹکڑے کر دیے تو اس کا کھانا کیسا؟



تاریخ: 11-12-2018

ریفرنس نمبر: PIN5945

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے بیچنے کے لیے ایک بڑے سے ٹب میں بہت سی مچھلیاں رکھی ہوئی ہیں، کوئی بھی گاہک آتا ہے، تو ان کے سامنے زندہ مچھلی پکڑ کر تول کر قیمت طے کر کے اس کے پیس (ٹکڑے) بنانا شروع کر دیتا ہے، جبکہ مچھلی ابھی زندہ ہوتی ہے، تو کیا اس طرح کرنے سے مچھلی حلال رہتی ہے؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب الہم ہدایۃ الحق والصواب

مچھلی ایسا جانور ہے، جسے ذبح کرنے کی حاجت نہیں، لہذا اگر زندہ مچھلی سے کوئی حصہ جدا کر لیا اس کے ٹکڑے کر دیئے، تو اسے کھانا حلال ہے، البتہ مچھلی والے کو چاہیے کہ اسے عمومی طریقے سے ذبح کر کے پیس بنائے کہ ہمیں ذبح میں اچھا طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور زندہ مچھلی کے کسی بھی حصے سے ٹکڑے کر دینا اچھے طریقے سے ذبح کرنے میں نہیں آتا۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”أحببت لنا میتتان و دمان، فاما اسمیتان فمخوت والحراد واما الدمان و سکد و اطحان“ ترجمہ: ہمارے لیے دو مردے ہوئے جانور اور دو خون حلال کیے گئے ہیں، دو مردے مچھلی اور ٹنڈی ہیں اور دو خون کلبی اور تلی ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الاطعمہ، الکبد و الطحان، صفحہ 238، مطبوعہ کراچی)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”مچھلی اور میری میں خون ہوتا ہی نہیں کہ اس کے خراج کی حاجت ہو۔ غیر

دموی جانوروں میں ہمارے یہاں صرف یہی دو حدیں ہیں، لہذا صرف یہی بے ذبح کھائے جاتے ہیں۔“
(فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 335، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ہدایہ شریف میں ہے: ”اذا قطع بعضہا، لمات یحل اکل ما ینس و ما ینقی، لان موتہ بآفة وما ینس من الحي وان کان میتاً، لمیتہ حلال“ ترجمہ: (زندہ) مچھلی کا بعض حصہ کاٹا، پھر مر گئی، تو جو حصہ جدا کیا وہ اور بقیہ مچھلی کھانا حلال ہے، کیونکہ مچھلی کی موت آفت کی وجہ سے ہوئی اور جو زندہ مچھلی سے حصہ جدا کیا گیا، اگرچہ مردار ہے، لیکن مچھلی کا مردار بھی حد ہے۔

(ہدایہ، کتاب الدبائح، جلد 4، صفحہ 443، مطبوعہ لاہور)

بہار شریعت میں ہے: ”زندہ مچھلی میں سے ایک ٹکڑا کاٹ لیں، یہ حلال ہے اور اس کاٹنے سے اگر مچھلی پانی میں مر گئی، تو وہ بھی حد ہے۔“ (بہار شریعت، حصہ 15، صفحہ 326، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عروجہ و رسولہ اعلم علی اللہ تعالیٰ عبدہ و آلہ وسلم



کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

03 ربیع الثانی 1440ھ 11 دسمبر 2018ء

کیا ہرنجبے والا پرندہ حرام ہے؟ نیر مرغی کا حکم



تاریخ: 2019-09-10

ریفرنس نمبر: Har 5561

1

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مرغی، بچے والا پرندہ ہے تو اس کا کھانا حلال ہے یا حرام؟ کیونکہ سنا ہے کہ بچے والے پرندے حلال نہیں ہوتے۔ شرعی رہنمائی فرمادیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب الہم ہدایۃ الحق والصواب

قوانین شریعہ کے مطابق ہر بچے والا پرندہ حرام نہیں ہے، بلکہ وہ پرندہ حرام ہے، جو اپنے بچوں سے شکار بھی کرتا ہو، کیونکہ حدیث میں اس کے لیے "ذی مخلب" کا لفظ وارد ہوا ہے اور مخلب اس دھاری دار ناخن کا نام ہے جس کے ساتھ جانور شکار کرتا ہے۔ مرغی کا اگرچہ بچہ ہوتا ہے، لیکن یہ اس سے شکار نہیں کرتی ہذا لیے "ذی مخلب" کے زمرے میں نہیں آئے گی اور ذبح شرعی کے بعد اس کا کھانا بلاشبہ جائز و حلال ہے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے: "عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عن کب ذی ناب من السباع وکس دی محبوب من الطیر" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کیل والے پرندے اور ہر شکاری بچے والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا۔ (الصحيح لمسلم، ج 2، ص 147، مطبوعہ کراچی)

تنویر الابصار ودر مختار میں ہے: "(ولا یحل ذو مخلب یصيد بمخلبه) ای طہرہ (من طیر) مدحہ "بچوں والا وہ پرندہ جو اپنے بچوں یعنی: خنوں سے شکار کرے، حلال نہیں ہے۔

(تنویر الابصار ودر مختار، ج 9، ص 508، مطبوعہ کوئٹہ)

مجمع الانہر میں ہے: "والمراد من ذی محبہ الدی یصد بمحبہ لا کن ذی محبہ
محصا" اور بیچوں والے سے مراد وہ پرندہ ہے جو اپنے بچے سے شکار کرے نہ کہ ہر بچے والا۔

(مجمع الانہر، ج 4، ص 160، مطبوعہ کوئٹہ)

قدوی نوریہ میں ہے: "عوام کا کہنا کہ پرندہ بچہ سے کھانے والا حرام ہے، محض غلط ہے، وہ بیچارے ذی
محبہ کا معنی نہیں جانتے، ذی محبہ کا معنی ہے محبہ والا اور محبہ اس دھار دار ناخن کا نام جس کے ساتھ
جانور شکار کرتا ہے، پر خدا کہ مرغی کبوتر وغیرہ کا بچہ ضرور ہے مگر اس سے شکار نہیں کرتے لہذا ذی محبہ نہ
ہوئی۔" (مناوی نوریہ، ج 3، ص 413، مطبوعہ: دارالعلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور)

عالمگیری میں ہے: "وما لا محبہ من الطیر فالمستأنس منہ کالدحاح والبط و
المنوحش کالحمام حلال بالاجماع کدافی البدائع" اور جن پرندوں کے شکار کرنے والے بچے
نہیں ہوتے تو ان میں سے پالتو جیسے مرغی، بٹخ اور وحشی جیسے کبوتر، بامجماع حلال ہیں۔ اسی طرح بدائع میں ہے۔
(عالمگیری، ج 5، ص 289، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عر و جل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم



کتبہ

مفتی فضیل رضا عطاری

30 محرم الحرام 1441ھ / 30 ستمبر 2019ء

STINGRAY چھلی کھانے کا حکم | دارالافتاء اہلسنت



تاریخ: 22/01/2022

ریفرنس نمبر: p.n 6894

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سمندر میں Stingray نامی یک چھلی ہوتی ہے، جسے سمندری چمگادڑ بھی کہا جاتا ہے، اس کے کھانے کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجبواب بعون اللعک الوهاب الہم ھذا یة الحق والنواب

Stingray چھلی کی ہی ایک قسم ہے، یہ دم دار چھلی (Fiat) جسم وان چھلی ہوتی ہے، اس کی دم میں ایک کانٹا بھی ہوتا ہے، جس کی مدد سے وہ اپنا پچا کرتی ہے، اس چھلی کی کم و بیش 220 اقسام ہیں، عام طور پر سمندر اور ساحلی علاقوں میں پائی جاتی ہے، لیکن بعض قسم دریا میں بھی ہوتی ہیں۔ اس کی آنکھیں جسم کے اوپر درمنہ نیچے ہوتا ہے اور یہ گھپڑوں کے ذریعے سانس لیتی ہے۔ دوسری چھلیوں کے مقابلے میں اس میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے اور بہت سے ممالک میں مختلف انداز سے بنائی جاتی ہے۔ اس کا ڈھچا نرم لچکدار ہڈیوں پر مشتمل ہوتا ہے، البتہ گوشت میں کانٹے نہیں ہوتے، اس لیے مارکیٹ میں اس کا گوشت فکرفش کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس تفصیل کے مطابق Stingray چھلی کا شرعی حکم یہ ہے کہ اسے کھانا شرعاً حلال ہے، کیونکہ یہ چھلی کی ہی ایک قسم ہے اور فقہ حنفی کی راے سمندری جانوروں میں سے چھلی حلال ہے، خواہ وہ کسی قسم کی ہو، چھوٹی ہو یا بڑی، لمبی ہو یا چوڑی، کانٹے وان ہو یا بیہ کانٹے کے، یہ Stingray چھلی کھانا بھی جائز ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ سے چھلی کی بجائے سمندری چمگادڑ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے، تو یاد رہے اس کا یہ نام بھری شکل و صورت کی وجہ سے دیا گیا ہے، جیسا کہ ہام چھلی کو اس کی شکل و صورت اور لمبا ہونے کی بناء پر سمندری سانپ کہا جاتا ہے، حالانکہ وہ حقیقتاً سانپ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي يَخْلُقُ لَكُمْ سَخِرَ لَكُمْ مِمَّا فِی السَّمَوٰتِ وَمِیْنِ السَّامٰوٰتِ﴾ (الانبیاء: 22) اور دہلی ہے جس نے تمہارے لیے دریا سخر کیا کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو۔" (بارہ 14، سورۃ النحل، آیت 14)

اس آیت کے تحت تفسیر صراط النجی میں ہے: "سمندر میں انسانوں کے لیے بے شمار فوائد ہیں، ان میں سے نہیں فوائد اللہ تعالیٰ نے اس (مکمل) آیت میں بیان فرمائے۔ پہلا فائدہ: تم اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو۔ اس سے مراد چھلی ہے، یاد رہے کہ سمندری جانوروں میں سے صرف چھلی کا گوشت حلال ہے۔" (تفسیر صراط النجی، جلد 5، صفحہ 290، مکتبۃ المدینہ، کراچی) سنن ابن ماجہ میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "أَحَبُّ لِمَا فِی الدَّمَنِ، فَمَا احْبَبَ."

فاحوت واحراد واما السمك فالكبد والطحال ترجمہ: ہمارے لیے دوسرے ہوئے جانور اور دو خون کھینے والے ہیں۔
 مردے مچھلی اور نڈی ہیں اور دو خون کھینچتی اور کھتی ہیں۔“

(سین ابن ماجہ، ابواب الاطعمہ، الکبد والطحال، صفحہ 238، مطبوعہ کراچی)

مبسوط سرخسی میں ہے: ”والسمک ما کون بجمع انواعه ثبت الحن فہ بالکتاب والنسۃ“ ترجمہ: مچھلی کی تمام اقسام کا کھانا جائز ہے، ان کی حالت قرآن و سنت سے ثابت ہے۔“

(مبسوط سرخسی، کتاب الصيد، جلد 11، صفحہ 252، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”ان السمک بجمع انواعه حلال عند“ یعنی مچھلی کی تمام اقسام ہمارے نزدیک حلال ہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 339، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

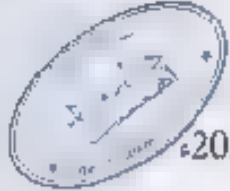
کبھی شکل و صورت میں مشابہت کے وجہ سے ایک چیز کا نام دوسرے کے نام پر رکھ دیا جاتا ہے، حالانکہ حقیقتاً ایسی نہیں ہوتی، جیسا کہ بام مچھلی کو پانی کا سانپ کہتے ہیں۔ اس کے متعلق کلام کرتے ہوئے امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”(سے) ہندی میں بام کہتے ہیں۔ جاننے والے کہہ دے کہ وہ پانی کا سانپ ہے، یعنی سورقہ کہ حقیقتاً بعض سے کہہ دے سانپ اور مچھلی کے جوڑے سے پیدا ہے۔۔۔ اور صحیح یہ کہ یہ بھی بے ثبوت ہے، بلکہ وہ سانپ سے جدا ایک خاص نوع الہی ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 20، صفحہ 325، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

20 2 میں دارالدرمیہ، قاہرہ سے کتابی صورت میں چھپے والی ایک تحقیق میں Stingray کو مچھلی کی تمام میں شمار کرتے ہوئے چگاڈز کہنے کی وجہ سے کچھ یوں بیان کی گئی ہے: ”یوحنا سے سمک ہشہ الحقد فی شککہ، مدسک اصلق عدیہ اسمک الحقد“ ترجمہ: مچھلی کی ایک قسم ایسی بھی پائی جاتی ہے جو شکل میں چگاڈز کے مشابہ ہوتی ہے، اس وجہ سے اس مچھلی کو چگاڈز (بھی) کہ جاتا ہے۔“

(مس عنائب الحقد فی عالم الاسد، صفحہ 116، الدار الدہیہ، قاہرہ)

واللہ اعلم عوجل وز سولہ اعلم علی صلی اللہ علیہ وسلم



کتب

معنی محمد قاسم عطاری

18 جمادی الثانی 1443ھ 22 جنوری 2022ء



تاریخ: 09-09-2020

ریفرنس نمبر: Sar 7057

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض حلیم حضرات اپنی کچھ دسی دواؤں میں سانپ اور کیڑے استعمال کرتے ہیں اور کچھ ادویات میں سانپ کی کینجلی یعنی وہ سفید جالی نما شفاف جھلی جو اتر جاتی ہے، ڈالتے ہیں، تو کیا ایسی ادویات کا کھانا یا ظاہر بدن پر استعمال کرنا شرعاً جائز ہے؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

سانپ اور کیڑے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن میں بہنے والا خون نہیں ہوتا اور دوسرے وہ جن میں بہنے والا خون ہوتا ہے، دونوں کا کھانا حرام ہے، لہذا جس کھانے والی دوا میں انہیں ڈالا گیا ہو، اس دوا کا کھانا بھی حرام ہے، البتہ جن سانپوں اور کیڑوں میں بہنے والا خون نہیں ہوتا، انہیں اگر ایسی دوا میں ڈالا جائے جس کا استعمال فقط ظاہر بدن پر ہو، کھانے میں نہ ہو تو وہ دوا ظاہر بدن پر لگانا جائز ہے، کیونکہ جس سانپ یا کیڑے میں خون نہیں ہوتا ان کا کھانا تو حرام ہی ہے، لیکن چونکہ وہ خود ناپاک نہیں ہوتے، اس لیے وہ جس دوا میں ڈالے جائیں گے وہ بھی ناپاک نہیں ہوگی، پاک ہی رہے گی اور پاک چیز کا ظاہر بدن پر استعمال جائز ہے، جیسے افیون کھانا حرام ہے، لیکن بطور دوا ظاہر بدن پر لگانا، جائز ہے اور وہ سانپ، کیڑے جن میں بہنے والا خون ہوتا ہے، وہ حرام بھی ہیں اور ناپاک بھی، لہذا اگر یہ کسی دوا میں ڈالے جائیں، تو وہ اس دوا کو ناپاک کر دیں گے، کیونکہ ناپاک چیز جب پاک چیز سے ملتی ہے، تو پاک کو بھی ناپاک کر دیتی ہے اور ناپاک چیز کا ظاہر بدن پر استعمال جائز نہیں ہے کہ اس سے بدن بھی ناپاک ہو جائے گا۔

سانپ کی جھلی یعنی کینجلی (وہ سفید جالی نما شفاف جھلی یا پوست جو سانپ کی جلد پر ہوتی ہے) جس دوا میں شامل ہو، اسے کھانا، جائز نہیں کہ یہ حرام ہے، لیکن ظاہر بدن پر لگا سکتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ پاک ہے اور پاک چیز ظاہر بدن پر لگانا، جائز ہے۔

حشرات الارض کا کھانا حرام ہے، اس بارے میں امام محمد بن احمد سرخسی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: ”والمستخبث حرام بالنص لقولہ تعالیٰ: ﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْغَبِیَّ﴾ ولہذا حرم تناول الحشرات، فإنہا مستخبثۃ طبعاً، وإنما أبیح لنا أكل الطبیات“ ترجمہ: اور غبیث چیز نص کی بنا پر حرام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کافران ہے (اور نبی لوگوں پر غبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں) اور اسی وجہ سے حشرات کا کھانا حرام ہے، کیونکہ یہ طبعاً غبیث ہیں، جبکہ ہمارے لیے پاکیزہ چیزوں کو کھانا حلال کیا گیا ہے۔

(مبسوط، کتاب الصيد، ج 11، ص 220، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

امام محمود بن احمد یعنی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ”وأما حرمة أكل ما ليس له دم غير مسفوح غير السمك والجراد وإن كان طاهراً على ما مر.... ولا يلزم من ذلك النجاسة“ ترجمہ: اور جن میں بیجے والا خون نہیں ہوتا، ان کا کھانا حرام ہے، سوائے مچھلی اور بڑی کے (کیونکہ مچھلی اور بڑی حلال ہیں)، اگرچہ یہ حشرات پاک ہیں۔ اس کے مطابق جو پیچھے گزرا اور کھانے کے حرام ہونے سے ان کا ناپاک ہونا لازم نہیں آتا۔

(الہایہ، کتاب الطہارات، باب فی الماء الذی یجوز بہ الوضوء، ج 01، ص 391، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)
علامہ عبد الفی الدمشقی الحنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: ”لا یحل أكل الحشرات کلھا فی المائی والبری كالضفدع والسلحفاة والسرطان والغار (ملقطاً)“ ترجمہ: تمام حشرات کا کھانا حرام ہے، خواہ وہ حشرات تری کے ہوں یا خشکی کے۔ جیسے سینڈک، کچھوا، کیڑا اور چوہا۔
(اللباب فی شرح الکتاب، ج 3، ص 230، المكتبة العلمیہ، بیروت)

اور جن حشرات میں بیجے والا خون نہ ہو، ان کے پاک ہونے کے بارے میں صحیح بخاری میں ہے: ”قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا وقع الذباب فی شراب أحدکم فلیغمسه ثم لینزعه فان فی احدى جناحیه داء والاخری شفاء“ ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں گر جائے، تو چاہے کہ وہ اسے غوطہ دے پھر اسے نکال دے، کیونکہ اس کے دو پروں میں سے ایک میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء ہے۔

(صحیح بخاری، مع عمدة القاری، کتاب بدء الخلق، ج 15، ص 274، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)
مذکورہ بالا حدیث کے تحت علامہ علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری لکھتے ہیں: ”فیہ دلیل علی أن الذباب طاهر وكذلك أجسام جميع الحيوانات الاما دل علیہ السنة، وفیہ دلیل علی أن ما لا نفس له سائلة اذ امات فی ماء قليل أو شراب لم ینجسه“ ترجمہ: اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ مکھی پاک ہے اور اسی طرح تمام حیوانات کے اجسام (بھی پاک ہیں) سوائے اس کے جس کے ناپاک ہونے پر سنت (دلیل) وارد ہوئی اور حدیث میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ جس میں بہتا خون نہ ہو جب وہ قلیل پانی یا کسی مشروب میں مر جائے تو اسے ناپاک نہیں کرے گی۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصيد والذبائح، باب ما یحل أكله وما یحرم، ج 08، ص 44، مطبوعہ کوئٹہ)
فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”وسؤر ما لیس له نفس سائلة معا یعیش فی الماء أو غیرہ طاهر..... وموت ما لیس له نفس سائلة فی الماء لا ینجسہ کالبق والذباب والزنا بیر والعقارب ونحوھا“ ترجمہ: اور جس میں بہتا خون نہ ہو اس کا جو ٹھکانا پاک ہے، خواہ وہ پانی میں رہتا ہو یا خشکی پر..... اور اسی طرح جس میں بہتا خون نہ ہو اس کا پانی میں مرنا پانی کو ناپاک نہیں کرتا، جیسے بھڑ، مکھی، بھڑ اور بچھو وغیرہ۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث، الفصل الثانی، ج 01، ص 24، مطبوعہ کوئٹہ)
اور بچے خون والے حشرات کے ناپاک ہونے کے بارے میں تحفۃ الفقہاء میں ہے: ”إذا كان له دم سائل فإن كان یریا

یہ نجس بالموت وینجس المائع الذی یموت فیہ لأن الدم السائل نجس فینجس ما یخالطہ "ترجمہ: جس میں بہتا خون ہو اگر وہ خشکی پر رہنے والا ہے، تو وہ مرنے سے ناپاک ہو جائے گا اور اس مائع (ہنے والی چیز) کو بھی ناپاک کر دے گا، جس میں وہ مرا ہے، کیونکہ ہنے والا خون ناپاک ہوتا ہے اور وہ اسے بھی ناپاک کر دیتا ہے جو اس کے ساتھ ملتا ہے۔

(تحفة الفقہاء، کتاب الطہارۃ، باب النجاسات، ج 1، ص 62، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

رد المحتار میں ہے: "أن الحیة البریة تفسد الماء اذا ماتت فیہ، ومقتضاء أنها نجسة..... ان لہادم والا لای: وان لم یکن للضفدع البریة والحیة البریة دم سائل فلا یفسد..... اذا کانت صغیرۃ جدا بحيث لا یكون لہادم سائل، لأنها حیث لا تفسد الماء فتكون طاهرة" ترجمہ: خشکی کا سانپ جب پانی میں مر جائے، تو اسے فاسد کر دیتا ہے اور عبارت کا مقتضی یہ ہے کہ یہ پانی ناپاک ہے.... جبکہ خشکی پر رہنے والے سانپ میں خون ہو ورنہ وہ پانی ناپاک نہیں یعنی: اگر خشکی کے سینڈک اور خشکی کے سانپ میں خون نہ ہو، تو وہ پانی میں مرنے سے پانی کو ناپاک نہیں کریں گے.... جب سانپ اتنا چھوٹا ہو کہ اس میں ہنے والا خون نہ ہو، تو وہ پاک ہے، کیونکہ وہ پانی میں مرنے کی صورت میں پانی کو فاسد نہیں کرتا۔

(رد المحتار، کتاب الطہارۃ، مطلب نواقض الوضوء ج 01، ص 290-367، مطبوعہ کوئٹہ)

نجس چیز کے پاک چیز کے ساتھ ملنے کی صورت میں پاک چیز کو بھی ناپاک کر دینے کے بارے میں فتح القدیر اور تبیین الحقائق میں ہے: "والنسیء ینجس بمجاورة النجس" ترجمہ: پاک چیز ناپاک چیز کے ملنے سے ناپاک ہو جاتی ہے۔

(فتح القدیر، کتاب الطہارات، ج 01، ص 204، مطبوعہ کوئٹہ تبیین الحقائق، باب الانجاس، ج 01، ص 199، لاہور)

پاک چیز کا نجاست کے حکم کو حاصل کرنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام السنن امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "هو اكتساب الطاهر حکم النجاسة عند لقاء النجس وذلك يحصل فی الطاهر المائع القلیل بمجرد اللقاء وان كان النجس یا بسا لابلۃ فیہ وفي الطاهر الغیر المائع بالنقل الیہ النجاسة الیہ فلا بد لتنجیسہ من بلۃ تنفصل" ترجمہ: پاک چیز کا ناپاک چیز سے صرف ملنے پر ہی ناپاک ہو جاتا اس صورت میں ہوتا ہے، جبکہ پاک چیز مائع اور قلیل ہو اور یہ ناپاک ہونا دونوں کے صرف مل جانے سے ہو جائے گا، اگرچہ نجس چیز خشک ہو، اس میں تری نہ ہو، جبکہ پاک چیز اگر مائع نہ ہو یعنی ٹھوس ہو، تو وہ جب ناپاک ہوگی، جبکہ ناپاک شے سے کوئی تری جدا ہو کر اس تک پہنچ جائے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 02، ص 163، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حرام اشیاء کو بطور دوا کھانے کے ناجائز ہونے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إن لله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداواوا ولا تداواوا بحرام" ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں کو نازل کیا ہے اور ہر بیماری کے لیے دوا رکھی ہے، لہذا ان دواؤں سے علاج کرو، لیکن حرام چیزوں سے بچو۔

(مسند ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الادویۃ المکروہۃ، ج 02، ص 174، مطبوعہ لاہور)

حضرت سیدنا محمد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: "إن الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم" ترجمہ: بے شک اللہ عزوجل نے تمہاری شفاء ان اشیاء میں نہیں رکھی جو تم پر حرام کی گئیں ہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الاشریہ، باب شراب العلواء والعسل، ج 02، ص 840، مطبوعہ کراچی)

محیط برہانی، بحر الرائق، تبیین الحقائق، فتاویٰ خانہ، ہند یہ اور در مختار وغیرہ کتب اسفار میں ہے: واللفظ للدر المختار "لا يجوز النداء بالمحرم في ظاهر المذهب" ترجمہ: ظاہر المذہب میں حرام چیز کے ساتھ علاج حرام ہے۔

(در مختار مع رد المحتار، کتاب النکاح، باب الرضا، ج 04، ص 390، مطبوعہ کوئٹہ)

حرام نجس وغیرہ نجس چیز کے ظاہر بدن پر استعمال کرنے کے حکم کے بارے میں امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "شراب حرام بھی ہے اور نجس بھی، اس کا خارج بدن پر بھی لگانا، جائز نہیں اور انیون حرام ہے نجس نہیں، خارج بدن پر اس کا استعمال جائز ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج 24، ص 198، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سانپ کی جھلی کے پاک ہونے کے بارے میں محیط برہانی میں ہے: "فأما قميص الحية فقد ذكر شمس الأئمة الحلواني رحمه الله في «مسألة المستقي» قال بعضهم: هو نجس، (وقال بعضهم) هو طاهر، وأشار إلى أن الصحيح أنه طاهر" ترجمہ: بہر حال سانپ کی قمیص (جھلی) تو شمس الاعظم حلوانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے (مسألة المستقي) میں ذکر فرمایا کہ بعض فقہاء نے فرمایا کہ یہ ناپاک ہے اور بعض نے فرمایا کہ یہ پاک ہے اور اس طرف اشارہ کیا کہ صحیح یہ ہے کہ پاک ہے۔

(المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، ج 01، ص 474، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "قميص الحية الصحيح انه طاهر" ترجمہ: سانپ کی قمیص (جھلی، کنپٹی) صحیح یہ ہے کہ پاک ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، کتاب الطہارۃ، الفصل الثانی، ج 01، ص 46، مطبوعہ کوئٹہ)

والله اعلم عز وجل وسوله اعلم مني لشعالي طهر البوسنة

کتبہ

المتخصص في الفقه الاسلامي

عبد الوہاب شاہ عطار مدنی

20 محرم الحرام 1442ھ 09 ستمبر 2020ء



الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری